سلسلہ نمبر ۵

احکامِ اموات

ۃُ الاسلام عماد العلماء علّامہ سیّد محمّد رضی مجتہد العصر
صدر الشریعۃ آیۃ اللہ العظمیٰ سرکار نجم الملۃ طاب ثراہ

ادارۂ نشرِ علوم دینیہ کراچی

جملہ حقوق بحق ادارۂ نشر علوم دینیہ محفوظ ہیں

طبع اوّل	جولائی ۱۹۷۶ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ادارۂ نشر علوم دینیہ
طابع	انٹرنیشنل پریس کراچی
قیمت	دو روپے

ملنے کا پتہ

ادارۂ نشر علوم دینیہ

سی ۹۶۔ بلاک ۱۰۔ فیڈرل بی ایریا۔ کراچی

فون نمبر:- ۶۸۱۹۶۱

احکام اموات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ

ہر مسلمان کے لیئے ضروری ہے کہ وہ تندرستی یا بیماری بہر صورت موت سے غافل نہ رہے اور صدقِ دل سے اللہ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔

توبہ کے معنی یہ نہیں ہیں کہ صرف زبان سے توبہ کا لفظ ادا کر دیا جائے بلکہ دل سے توبہ کی جائے اور اس پختہ عزم کے ساتھ کہ پھر کبھی جان بوجھ کر کوئی گناہ نہ ہوگا۔ یہ بھی مناسب تر ہے کہ ہر شخص اپنے بعد کے لیئے تمام ضروری باتوں کا انتظام اور ان سے متعلق وصیت کرے اور ان کا پورا بندوبست رکھے۔ اللہ اور اُس کے بندوں کے جس قدر حقوق اُس کے ذمّہ ہوں ان کا پورا خیال رکھے، اگر ممکن ہو تو انھیں خود ہی ادا کرے ورنہ اُن کے متعلق اپنے وارثوں کو وصیت کرے تاکہ وہ اسکی

جانب سے انھیں ادا کردیں۔ حقوقِ عباد کے علاوہ شرعی حقوق میں نماز خمس، زکوٰۃ، حج، اور روزہ وغیرہ کی ادائیگی شامل ہے۔

جب کوئی مریض اپنی زندگی ختم ہونے کی علامتیں محسوس کرنے لگے تو اُس کے لیئے ضروری ہے کہ توبہ کی تجدید کرے اور صبر و شکر سے کام لے نیز اہل ایمان و تقویٰ کے سامنے عقائد حقّہ کا اقرار کرے۔

احتضار جانکنی کے وقت اگر مریض میں اس قدر جرأت اور حواس باقی ہیں تو وہ خود ہی قبلہ رو ہو جائے ورنہ جو لوگ اُس کے نزدیک ہوں اُس کا رخ قبلہ کی طرف کردیں اس طرح کہ اُس کا منھ اور پیروں کے تلوے قبلہ کی طرف ہوں۔ بنا بر احتیاطِ واجب، غسل کے وقت بھی اُسکو اسی طرح قبلہ رُخ رکھنا ضروری ہے۔ غسل سے فراغت کے بعد پھر اسے اُس صورت پر رکھیں جس طرح نمازِ میت کے وقت رکھا جاتا ہے

مستحب ہے کہ حالت احتضار میں مریض کو شہادتین، ائمہ اطہار علیہم السلام کی امامت اور دیگر عقائدِ حقّہ پر مشتمل "تلقین" پڑھائی جائے یعنی تلقین کے الفاظ وہ سمجھ کر جسقدر بھی ممکن ہو سکے دُہرائے ورنہ سنتا رہے اور دل میں اقرار کرتا رہے۔ نیز اُس کے پاس سورۂ یٰسین سورۂ صافّات، سورۂ احزاب، آیۃ الکرسی و احتیاطاً ھم فیہا خالدون تک دعائے عدیلہ اور کلماتِ فرج پڑھیں اور جسقدر بھی ممکن ہو قرآنِ پاک

کی تلاوت کی جائے۔

مستحبات بعد موت جب روح نکل جائے تو میّت کی آنکھیں اور منہ بند کر دیا جائے۔ دونوں جبڑوں کو اوپر کی طرف کسی کپڑے سے باندھ دیں اُس کے دونوں ہاتھوں کو دونوں پہلوؤں میں پھیلا دیں، ٹانگوں کو پھیلا کر آپس میں ملا دیں اور پیروں کے انگوٹھوں کو باہم باندھ دیں پھر میّت کو کسی چادر سے ڈھانک دیں اور برابر تلاوتِ قرآن پاک کرتے رہیں۔ اگر رات میں انتقال ہوا ہو تو وہاں روشنی رکھیں، مؤمنین کو موت کی اطلاع دیں تاکہ وہ جنازے میں شرکت کریں۔

مستحب ہے کہ جنازہ اٹھانے، تجہیز و تکفین اور دفن وغیرہ میں جلدی کی جائے البتہ لوگوں کی شرکت اور اسی طرح کے دوسرے اہم امور کے لیے تھوڑی تاخیر کی جا سکتی ہے۔

اگر موت میں شبہہ ہو یا مرنے والی عورت حاملہ ہو اور اُس کے پیٹ میں بچّہ زندہ ہو تو تاخیر کرنا واجب ہے تاکہ موت کا یقین ہو جائے اور عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جا سکے۔ یاد رہے کہ پیٹ کو بائیں طرف سے چاک کرنا چاہیئے۔

مکروہات حسبِ ذیل امور مکروہ ہیں:۔ حالتِ نزع میں میت کو

چھونا - جانکنی کے وقت جُنب اور حائضہ کا میت کے قریب آنا، موت کے بعد اُسے تنہا چھوڑنا نزع کے وقت اُسکے نزدیک زیادہ باتیں کرنا یا زیادہ رونا نیز نزع کی حالت میں غسّال اور گورکن کا اُسکے پاس آنا۔

میّت پر گریہ

میّت پر گریہ کرنا جائز ہے اگرچہ بلند آواز سے ہو بلکہ بعض اوقات مستحسن ہے اگر اس کی وجہ سے رونے والے کو سکون حاصل ہو سکے۔ خواہ میت قریبی رشتہ دار کی ہو یا غیر کی۔ گریہ مستحسن ہی نہیں بلکہ مستحب بھی ہے اگر میت کسی مومن کی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ روایت کہ میت پر رونے سے اُس پر عذاب ہوتا ہے، بالکل بے اصل، غلط اور قرآنِ پاک کے اس ارشاد کے خلاف ہے:

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی (فاطر-۱۸)

ترجمہ: اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اُٹھائیگا

میت پر گریہ اور اظہارِ غم کرنا نظم و نثر دونوں طرح جائز ہے لیکن ہر صورت میں نوحہ اور گریہ ویسا ہی جائز ہوگا جو غلط اور جھوٹی باتوں پر مشتمل نہ ہو اور اس میں ایسے امور اور ایسا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جو مرضیِ الٰہی پر راضی رہنے کے منافی ہو۔

اسی طرح اپنا سر پیٹنا، اپنے منھ پر طمانچے مارنا - چہرے یا جسم کے دوسرے حصّوں کو زخمی کر لینا، اپنے بال کاٹ دینا یا نوچ ڈالنا جائز نہیں

خواہ رشتہ دار کی میت ہو یا کسی اور کی۔

اسی طرح بھائی اور باپ کے سوا کسی دوسرے کی میت پر اپنے کپڑے اور گریبان پھاڑنا بھی جائز نہیں ہے بلکہ بنا بر احتیاط بھائی اور باپ کے غم میں بھی ایسا کرنے سے احتراز کرنا چاہیئے۔

اگر عورت کسی کے غم میں اپنے بالوں کو کاٹ ڈالے تو اسے کفارۂ ماہ رمضان ادا کرنا چاہیئے اور اگر بالوں کو نوچ ڈالے یا اپنے چہرے کو زخمی کرلے تو اس پر کفارۂ قسم ضروری ہوگا اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے بیٹے یا اپنی زوجہ کی موت پر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے تو اسے بھی کفارۂ قسم ادا کرنا ہوگا۔

کفارۂ ماہ رمضان: ایک غلام آزاد کرنا یا دو ماہ کے روزے مسلسل رکھنا

کفارۂ قسم: ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ یا انھیں کپڑے پہنانا۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی چیز بھی ممکن نہ ہوسکے تو پھر پے در پے تین دن روزہ رکھنا۔

گریہ و بکا کے ان احکام سے مصائب حضرتِ رسالتمآب ص اور اہلبیت اطہار علیہم السلام اور خصوصاً مصائب حضرتِ امام حسین علیہ السلام مستثنیٰ ہیں کہ اس گریہ و بکا اور اظہارِ غم کی اہمیت اور ثواب کی کوئی حد نہیں۔

مَیّت کی تجہیز وغیرہ سے متعلق واجب اُمور

میت سے متعلق چار اُمور واجب کفائی ہیں یعنی جب تک کوئی شخص انھیں انجام نہ دے گا یہ سب ہی پر واجب رہیں گے اور اگر کوئی ایک آدمی یا چند آدمی انھیں انجام دیدیں گے تو پھر دوسروں سے ان کا وجوب ساقط ہو جائے گا لیکن اس کے باوجود اگر کوئی شخص ان میں کسی طرح سے بھی شرکت کرے گا تو وہ بہرحال ثواب کا مستحق ہوگا اور دوسری صورت میں اگر انھیں کوئی بھی انجام نہ دے گا تو سب کے سب گناہگار ہوں گے۔ وہ امور یہ ہیں :

(۱) میّت کو غسل دینا (۲) کفن پہنانا (۳) نمازِ جنازہ پڑھنا (۴) دفن کرنا۔ ضروری ہے کہ ان امور کو جو شخص بھی انجام دے وہ میّت کا خود ولی ہو یا ولیِ میّت سے اجازت حاصل کرے۔

اس اجازت کے حصول کا طریقہ کوئی مخصوص نہیں ہے بلکہ جس طرح بھی ولی کی مرضی معلوم ہو جائے کافی ہے لیکن اگر وہ کسی شخص کو بصراحت منع کر دے تو اسے ان امور کا انجام دینا اور ان میں شرکت کرنا جائز نہ ہوگا اور اگر ولی کے منع کرنے کے باوجود کوئی عمل بجا لائے گا تو وہ باطل ہے۔ لیکن درصورتیکہ ولیِ میّت اپنے فرض میں کوتاہی کرے اور میّت کو جان بوجھ کر بے دفن وکفن ڈال رکھے تو پھر ولی کی اجازت کی ضرورت نہ ہوگی۔

اور اگر میّت کی وصیت ہو کہ ولی کے سوا فلاں دوسرا شخص ان امور کو انجام دے تو اس وصیّت پر عمل واجب ہوگا۔ مگر احوط یہ ہے کہ وہ شخص بھی اس وصیّت کے باوجود ولیِ میّت سے اجازت لے۔ مگر خود اس شخص غیرِ ولی پر واجب نہ ہوگا کہ اس وصیّت کو قبول بھی کرلے۔

ان تمام واجب اعمال میں سے صرف غسلِ میت اور نمازِ جنازہ میں نیّت قربت شرط ہے جس کے بغیر یہ اعمال درست نہ ہوں گے اس بنا پر ان کے بجالانے والے کے لیئے بالغ و عاقل ہونا ضروری ہے۔

اولیائے میّت شوہر اپنی زوجہ کا ولی شرعی ہے اور دوسرے تمام لوگوں پر مقدم ہے پھر اس کے بعد اولیائے میّت کا باہم تقدّم و تاخّر ذیل کی ترتیب کے مطابق ہوگا:۔ باپ، ماں، بالغ اولادِ ذکور، بالغ اولادِ اناث پھر اسی ترتیب سے اولاد کی اولاد — دادا، دادی، نانا، نانی، بھائی، بہن، بھائی کی اولاد ذکور اور اناث، بہن کی اولادِ ذکور اور اناث، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ، چچا کی اولادِ ذکور و اناث پھوپھی کی اولادِ ذکور و اناث، ماموں کی اولاد ذکور و اناث، خالہ کی اولاد ذکور و اناث۔ کنیز اور غلام کا آزاد کرنے والا مالک، ضامنِ جریرہ، حاکمِ شرع، عادل مؤمنین۔

اولیائے میّت کے ہر طبقہ میں عورتوں پر مرد مقدّم ہوں گے

نیز اگر کسی طبقہ میں بہت سے لوگ ہوں تو ان میں سے جس کی عمر زیادہ ہوگی وہ کم عمر والے پر مقدم ہوگا بشرطیکہ اُس میں اہلیت اور فضیلت بھی زیادہ یا برابر ہو لیکن احتیاطاً اُسی طبقہ کے دوسرے اولیا سے بھی اجازت حاصل کر لی جائے۔

وہ وارث جو میّت کی ماں اور باپ دونوں کی طرف منسوب ہو اس پر مقدم ہوگا جو صرف باپ یا ماں کی طرف نسبت رکھتا ہو اسی طرح جو صرف باپ کی طرف نسبت رکھتا ہو وہ اُس پر مقدم ہوگا جو صرف ماں کی طرف نسبت رکھتا ہو۔

غسلِ میّت کے مسائل کی تشریح

ہر مسلمان کی میّت کو غسل دینا واجب کفائی ہے اور ثواب عظیم کا باعث ہے اس میں بالغ اور نابالغ سب برابر ہیں۔ یہاں تک کہ چار ماہ کا حمل بھی اگر ساقط ہو جائے تو اسکو بھی غسل و کفن دینا اور دفن کرنا واجب ہے البتہ اُس کے لیئے نمازِ جنازہ نہیں ہے لیکن اگر چار ماہ سے کم کا حمل ساقط ہو تو پھر اُسے غسل دینا بھی واجب نہ ہوگا بلکہ اُسے کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔

دو قسم کی میّتیں غسل کے حکم سے مستثنیٰ ہیں ایک شہید جو زمانۂ ظہورِ امام علیہ السلام میں اُن کی اجازت سے جہاد میں حصہ لے اور قتل

ہو جائے یا زمانۂ غیبت میں حفاظتِ اسلام کرتے ہوئے شہید ہو جائے
خواہ وہ بالغ مرد ہو یا عورت یا نابالغ ہو۔ ایسے شہیدوں کو بغیر غسل کے
ان کے کپڑوں کے ساتھ نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جائے۔ لیکن اگر ان کے
بدن پر کوئی کپڑا باقی نہ رہے تو انھیں کفن دینا واجب ہے۔

دوسرا وہ شخص جس کا قتل کرنا از روئے شرع رجم یا قصاص کے
حکم کی وجہ سے واجب ہو۔ ایسے شخص کو امام یا نائب امام قتل کیئے جانے سے
قبل انہیں غسل کرنے اور کفن پہننے نیز حنوط کرنے کا حکم دیں گے پھر جب
وہ حاکمِ شرع کے حکم سے قتل کر دیا جائے گا تو اس کے لیئے دوبارہ غسل و
کفن و حنوط کا حکم ساقط ہے اور محض نمازِ جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا جائیگا۔

غسل دینے والے کیلیئے شرائط

غسلِ میت دینے والے کیلیئے واجب ہے کہ وہ پہلے نیتِ قربت کرے خواہ ایک غسل
دینے والا ہو یا کئی ہوں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ شیعہ اثنا عشری اور بالغ
و عاقل ہو پھر اگر میت مرد کی ہو تو غسل دینے والا بھی مرد ہو اور اگر عورت
کی ہے تو غسل بھی عورت ہی دے کیونکہ مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو
غسل دینا خواہ کپڑے کے اوپر ہی کیوں نہ ہو اور خواہ بدنِ میت سے ہاتھ
مس نہ ہوں اور نگاہ بھی بدن پر نہ پڑے پھر بھی جائز نہیں ہے اگرچہ وہ
ایک دوسرے کے محرم ہی کیوں نہ ہوں مگر مجبوری کی حالت میں محرم بدنِ میت

پر کپڑا ڈال کر غسل دے سکتا ہے۔ لیکن اگر میت نا محرم کی ہو تو حالتِ مجبوری میں بھی اور کپڑا بدن پر ڈال کر بھی غسل نہیں دیا جا سکتا۔ البتہ شوہر اپنی زوجہ اور زوجہ اپنے شوہر کو ہر صورت میں غسل دے سکتی ہے مگر احتیاطاً سترِ مگاہ پر نظر نہ کرے۔ مطلقہ رجعیہ بھی عدہ کے اندر زوجہ ہی کے حکم میں ہو گی۔ اسی طرح آقا اپنی کنیز کو غسل دے سکتا ہے جبکہ وہ کسی غیر کی زوجیت یا اس کے عدہ میں نہ ہو لیکن کنیز بنا بر احتیاط اپنے آقا کو غسل نہ دے۔

تین سال تک کے لڑکے کو عورت بغیر کپڑا ڈالے غسل دے سکتی ہے اسی طرح تین سال کی لڑکی کو مرد بغیر کپڑے کے غسل دے سکتا ہے۔

غسلِ میت کی ترکیب

میت کو ترتیب وار ۳ غسل دینا واجب ہیں: پہلا غسل آبِ سدر (بیری) سے دوسرا آبِ کافور سے اور تیسرا غسل خالص پانی سے۔

یہ بھی واجب ہے کہ یہ تمام غسل ترتیبی ہوں یعنی اُس ترتیب کے ساتھ جو غسلِ جنابت میں ہوا کرتی ہے۔ اگر کبھی آبِ کثیر میں میت کو ڈبو کر غسل دیا جائے جب بھی غسل ارتماسی نہ ہو بلکہ اسی ترتیب کے مطابق ہو یعنی پہلے سر اور گردن پھر داہنا حصۂ بدن پھر بایاں حصۂ بدن ڈبویا جائے۔ بہر حال واجب ہے کہ پہلے میت کے سر اور گردن کو دھویا جائے

پھر شانے سے لیکر پیروں تک بدن کے داہنے آدھے حصّہ کو پھر اسی طرح بائیں حصّۂ بدن کو دھویا جائے - آبِ سدر میں بیری کے پتوں کا کم سے کم جھاگ اور اسی طرح آبِ کافور میں کم سے کم کافور ہونا چاہیئے بس اس قدر کہ اُس کو آبِ سدر یا آبِ کافور کہہ سکیں اور یہ بہرحال ضروری ہے کہ سدر و کافور اتنا نہ ہو جائے کہ وہ پانی مُضاف کی حد میں داخل ہو جائے ورنہ اُس سے غسل دینا جائز نہ ہوگا۔

اگر بیری کے پتے اور کافور یا دونوں میں سے کوئی ایک چیز دستیاب نہ ہو سکے تو اُس کا وجوب ساقط ہو جائے گا اور اُس کے بجائے وہ غسل بھی آبِ خالص سے دیا جائے - لیکن بہرحال سدر و کافور نہ ہونے کی صورت میں پہلے غسل کی نیّت بَدَلِ آبِ سدر اور دوسرے کی نیت بَدَلِ آبِ کافور ہوگی - پھر اگر کہیں پانی ہی دستیاب نہ ہو سکے تو تینوں تیمم اسی ترتیب کے ساتھ تینوں غسلوں کے بدلہ میں دیئے جائیں گے - تیمّم دینے کا یہی حکم اُس وقت بھی ہے جب زخمی ہونے، کُچل جانے، جل جانے یا اِسی طرح کی کسی اور صورتِ حال کی وجہ سے پانی کے استعمال سے اعضائے جسمِ میّت کے منتشر ہو جانے کا خوف ہو۔

اگر کوئی حالتِ احرام میں مر جائے تو اُس کو آبِ کافور سے غسل دینا یا حنوط کر بلکہ کسی قسم کی بھی خوشبو دینا یا لگانا جائز نہیں ہے لیکن

اگر اس کا انتقال طوافِ حج یا طوافِ عمرہ کے بعد ہوا ہو تو پھر آبِ کافور سے اُس کو غسل دینا ضروری ہوگا اور حنوط بھی کیا جائے گا۔

غسل کے بجائے تیمم دینے کی صورت میں واجب ہے کہ تیمم دینے والا شخص خود اپنے ہاتھوں سے میت کو تیمم دے اور اگر ممکن ہو سکے تو خود میت کے ہاتھوں سے بھی تیمم کرا دے۔

شرائطِ غسلِ میّت

غُسلِ میت کی صحت میں حسبِ ذیل شرطیں ہیں:-

(۱) ولی سے اجازت لینا (۲) نیت قربت کرنا (۳) پانی کا پاک ہونا (۴) غسل سے قبل میّت کے اعضائے بدن سے نجاستِ ظاہری کا دور کرنا (۵) میّت کے تمام اعضائے بدن تک غسل کا پانی پہنچنے میں جو رکاوٹیں ہوں انھیں دور کرنا (۶) پانی، غسل کے تمام برتن، جس جگہ غسل کا پانی گرے اور جہاں بہہ کر جائے، جس جگہ پر غسل دیا جائے اور جس فضا اور مقام پر میّت ہو، اُن سب چیزوں کا مباح ہونا اور غصبی نہ ہونا بھی شرط ہے۔

غُسل کے بعض مسائل

اگر میت جُنب یا حائضہ ہو تو جب بھی صرف غسلِ میّت کافی ہوگا۔ جنابت یا حیض کے لیئے علیحدہ غُسل دینے کی ضرورت نہ ہوگی۔

زوجہ اور شوہر کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لیئے میت کی شرمگاہ پر نظر کرنا حرام ہے اگرچہ اس سے غسل باطل نہ ہوگا۔ البتہ یہ شوہر اور زوجہ کے لیے بھی جواز کے باوجود مکروہ ہے۔

غسلِ میت دینے پر اُجرت لینا جائز نہیں ہے اور اگر اُجرت کی شرط کے ساتھ غسل دیا جائے گا تو ایسا غسل باطل ہوگا۔ ضروری ہے کہ غسلِ میت صرف قصدِ قربت کے ساتھ ہو۔ لیکن غسلِ میت کے غیرِ واجب مقدمات اور دوسرے امور کیلئے اُجرت لی جا سکتی ہے۔

واجب اور شرط ہے کہ غسل دینے والا خواہ ایک ہو یا اُس کے ساتھ کوئی معاون بھی ہو وہ دونوں اس طرح نیت کریں کہ میں اِس میت کو غسل دیتا ہوں آبِ سدر سے واجب قُربۃً اِلَی اللہ (صرف قربۃً الی اللہ بھی کہنا کافی ہے اور یہ بھی لازم نہیں کہ زبان سے الفاظ ادا ہوں بلکہ دل میں نیت کر لینا بھی کافی ہے) اسی طرح کی نیت آبِ کافور سے غسل دینے کے ساتھ اور پھر آبِ خالص سے غسل دینے کے ساتھ بھی کی جائے۔

ہر مرتبہ داہنے اور بائیں حصّہ بدن کو غسل دینے میں ہر ایک حصّہ کے ساتھ شرمگاہوں کو بھی دھویا جائے۔

پہلے سر اور گردن کو دھونا چاہیے اس طرح کہ پانی بالوں

کی جڑوں تک پہنچ جائے پھر ذرا کروٹ دے کر شانوں سے پیروں تک داہنے حصۂ بدن کو پھر اسی طرح کروٹ دے کر بائیں حصۂ بدن کو دھویا جائے تینوں غسلوں میں یہی ترتیب ہوگی اور ہر ایک غسل میں شرمگاہوں کو دھونا ضروری ہوگا۔

آدابِ غسلِ میّت درج ذیل امور غسلِ میّت کے متعلق مستحب ہیں:۔

(۱) میت کو غسل دینے کے لیئے کسی تختہ یا چبوترے وغیرہ کی سی بلند جگہ پر اس طرح لٹائیں کہ اس کا سر اس کے پیروں سے اونچا رہے (۲) بنابر احتیاطِ وجوبی حالتِ احتضار کی طرح قبلہ رخ کردیں (۳) اس کے کپڑوں کو پیروں کی طرف سے اتاریں اور اگر آسانی سے نہ اتر سکیں تو ولیّ میّت کی اجازت سے انھیں پھاڑ کر اتارلیں۔ (۴) اسی کپڑے سے اس کی شرمگاہ کو ڈھک دیں۔ میّت کی شرمگاہ کو دیکھنے والوں سے چھپانا تو بہرحال واجب ہے لیکن اسی کے لباس سے چھپانا مستحب ہے۔ (۵) نیز مستحب ہے کہ غسل کسی چیز کے زیر سایہ دیا جائے جیسے خیمہ یا چھت وغیرہ، زیر آسمان نہ ہو۔ (۶) غسل کے پانی کے لیئے خاص طور پر ایک گڑھا کھودا جائے تاکہ پانی گڑھے وغیرہ میں نہ جائے (۷) میّت کی شرمگاہ کو اس کے

ہر یا زوجہ سے چھپانا (۸) میت کی انگلیاں آہستگی سے نرم
نا اور اسی طرح تمام جوڑوں کو نرم کرنا اور اگر نرم نہ ہو سکیں
انھیں اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔ (۹) تینوں غسلوں میں سے
غسل دینے سے پہلے میت کے دونوں ہاتھوں کو نصف ذراع
ہاتھ) تک تین تین بار دھونا اور بہتر ہو گا کہ پہلے غسل سے قبل
آب سدر سے اور دوسرے غسل سے قبل آب کافور سے اور تیسرے غسل
سے پہلے آب خالص سے تین تین بار بطریق مذکور میت کے ہاتھوں
دھویا جائے (۱۰) میت کے سر کو پہلے غسل سے قبل کف برگ
سدر سے دھویا جائے (۱۱) میت کی شرمگاہوں کو پہلے غسل سے
قبل آب سدر یا اشنان سے تین مرتبہ دھوئے پھر دوسرے غسل
سے قبل اسی طرح آب کافور سے اور تیسرے غسل سے پہلے آب خالص
سے اسی طرح دھوئے اور احوط ہے کہ غسل دینے والا میت کی
شرمگاہوں کو دھوتے وقت اپنے بائیں ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے پھر اسی
ہاتھ سے دھوئے (۱۲) پہلے دونوں غسلوں میں آہستہ آہستہ میت کے پیٹ
پر نیچے کی طرف ہاتھ پھیرے تاکہ اگر نجاست پیٹ میں کچھ رہ گئی ہو
نکل جائے لیکن اگر میت عورت کی ہے اور وہ حاملہ ہے اور بچہ
مر چکا ہو تو پیٹ پر ہاتھ نہیں پھیرنا چاہیے (۱۳) غسل دینے والا میت

کے داہنی طرف کھڑا ہو کر غسل دے (۱۴) تینوں غسلوں میں
سے ہر غسل سے قبل مستحب ہے کہ غسل دینے والا اپنے دونوں ہاتھوں
کو کہنیوں بلکہ بازووں تک تین تین بار دھوئے (۱۵) غسلوں سے
فراغت کے بعد کسی پاک کپڑے سے میت کے بدن کو خشک کیا جائے
(۱۶) پہلے دونوں غسلوں سے قبل میت کے ہاتھ نصف ذراع (ہاتھ
تک تین تین بار دھونے کے علاوہ اُس کو وضوء دینا بھی مستحب ہے۔
(۱۷) اعضاءِ غسل کو یعنی سر و گردن، داہنے شانے سے لیکر پیروں
تک بدن میت کا نصف حصّہ اور بائیں شانے سے لیکر پیروں تک
اُس کے مقابل کا نصف حصّہ تین تین بار دھونا۔ (۱۸) اگر غسل
دینے والا ہی میت کو کفن پہنائے تو اس کو بھی حدث سے پاک
ہونا مستحب ہے اس لیئے وہ غسلِ مسِّ میت کفن دینے سے قبل
کر لے اور اگر غسل کسی وجہ سے نہ کر سکے تو وہ وضو کر لے جو غسل مسِّ
میت کے ساتھ نماز کے لیئے کیا جاتا ہے یعنی نیتِ استباحت کے
ساتھ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو پھر تین مرتبہ اپنے ہاتھوں کو کہنیوں
بلکہ اپنے کاندھوں تک اور اپنے پاؤں گھٹنوں تک دھوئے۔ (۱
تینوں غسلوں کے تمام ہونے پر میت کے بدن کو کپڑے سے خشک
کرے تاکہ کفن گیلا ہو کر جلد خراب نہ ہو جائے۔ (۲۰) غسل دینے

دوران غسل دینے والا برابر ذکرِ خدا اور استغفار کرتا رہے اور اولیٰ ہے کہ بار بار عَفْوَكَ عَفْوَكَ کہتا رہے (۲۱) اگر اثنائے غسل میں میّت کے بدن پر کوئی نقص و عیب نظر آئے تو اس کا کسی سے ذکر نہ کیا جائے۔

مکروہاتِ غسل غسلِ میّت میں یہ امور مکروہ ہیں :۔ (۱) غسل کے دوران میّت کو بٹھا دینا (۲) غسل دینے والا میّت کو اپنے دونوں پیروں کے بیچ میں لے (۳) میّت کا سر مونڈنا یا کسی اور حصۂ بدن کے بال مونڈنا یا اکھاڑنا (۴) بال چھوٹے کرنا (۵) ناخن کاٹنا اور انھیں اندر سے صاف کرنا (۶) بالوں میں کنگھی کرنا (۷) گرم پانی سے میّت کو غسل دینا خواہ وہ پانی کسی وجہ سے بھی گرم ہو گیا ہو مگر مجبوری کی حالت میں گرم پانی سے غسل دیا جا سکتا ہے (۸) غسل دینے کے وقت یا کسی وقت بھی میّت کے اوپر سے دوسری طرف جانا۔ (۹) غسل کا پانی پاخانہ یا چہ بچہ میں چھوڑنا بلکہ اس کے لیے ایک گڑھا کھودا جانا مستحب ہے (۱۰) حاملہ عورت کی میّت کے پیٹ پر ہاتھ پھیرنا جبکہ بچہ اس کے شکم میں مر چکا ہو۔

بعض تفصیلات اگر میّت کے بدن سے کوئی جزو الگ ہو کر گر جائے جیسے دانت، ناخن یا بال وغیرہ تو اس کو کفن میں

رکھ دینا واجب ہے بلکہ زندگی میں بھی جو دانت گر جاتے ہیں اُن کو بھی محفوظ رکھنا مستحب ہے تاکہ وہ مرنے کے بعد میّت کے ساتھ دفن کر دیئے جائیں مگر یہ زندہ شخص کے دانتوں کے لیئے واجب نہیں ہے۔

اگر میّت غیر مختون ہو یعنی اس کا ختنہ پہلے نہ کیا گیا ہو تو مرنے کے بعد ختنہ کرنا جائز نہ ہو گا۔ حالتِ احرام میں مرنے والے کے غسل کا حکم پہلے بیان ہو چکا ہے۔

حنوط میّت کو غسل دینے کے بعد اس کی پیشانی، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے اور پیروں کے دونوں انگوٹھے یعنی سجدے کے ان سات اعضا پر کافور ملنا واجب ہے اور یہ بھی واجب ہے کہ حنوط غسل کے بعد کیا جائے خواہ تکفین سے قبل ہو یا بعد میں یا اثنائے تکفین میں ہو مگر افضل یہ ہے کہ حنوط تکفین سے قبل کیا جائے۔

اِن سات مقاماتِ سجدہ میں ناک کا آخری سرا بھی شامل کرنا مستحب ہے نیز زیرِ بغل، گردن کے نیچے، اُن تمام جوڑوں میں جو مڑ جاتے ہیں، دونوں پیروں میں، دونوں ہاتھوں کے بالائی حصہ میں بلکہ بدن کے ہر اُس مقام پر جس میں بدبو ہو کافور ملنا مستحب ہے۔

اگر کافور صرف اس قدر مل سکے جو حنوط اور غسل دونوں کے لیئے کافی نہ ہو تو غسل مقدم ہے۔ اور اگر غسل کے بعد اس قدر بچ رہے کہ ساتوں مقاماتِ سجدہ کے لیئے کفایت نہ کرے تو صرف پیشانی کا حنوط کر دیا جائے اور اگر اتنی مقدار میں بھی نہ ہو تو پھر حنوط کا وجوب ساقط ہو جائے گا۔

کافور کے لیئے ضروری ہے کہ وہ پاک ہو، مباح ہو اور تازہ ہو اس لیئے ایسا کافور جس کی خوشبو کہنہ ہونے کی وجہ سے زائل ہو چکی ہو ادائے وجوب میں کافی نہ ہو گا اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ باریک ہو اور احوط یہ ہے کہ کافور اعضائے میّت پر اپنی ہتھیلی سے ملا جائے۔

بعض مسائل جو شخص حالتِ احرام میں مر جائے اُسے حنوط دینا جائز نہیں لیکن اگر اُس نے طوافِ حج یا طوافِ عمرہ کر لیا تھا تو اس کو حنوط دیا جائے گا۔ البتہ جو عورت کسی کا عدہ وفات پورا کر رہی ہو یا وہ شخص جو حالتِ اعتکاف میں ہو اگر ایسے لوگ مر جائیں تو ان لوگوں کو حنوط دیا جائے گا حالانکہ زندگی میں خوشبو کا استعمال ان کے لیے جائز نہیں ہے۔

حنوط کرنے میں نیّتِ قربت کی شرط نہیں ہے اس لیئے

نا بالغ ہوشیار بچہ بھی اس کام کو انجام دے سکتا ہے مگر بہتر ہے کہ نیت کر لی جائے۔

حنوط میں کافور کی اسقدر کم مقدار بھی کافی ہے جسے کافور کہا جا سکتا ہو اور افضل یہ ہے کہ اس کی مقدار تقریباً دو تولہ سات ماشہ ہو۔ یہ مقدار کافور صرف حنوط کے لیئے ہے۔ غسل کے لیئے کافور اس مقدار سے الگ ہو گا۔

اگر کافور دستیاب نہ ہو تو حنوط کا حکم ساقط ہے کیونکہ اس کے بجائے کسی دوسری چیز سے حنوط نہیں کیا جا سکتا۔

احتیاط واجب یہ ہے کہ میت کو کافور کے علاوہ کوئی دوسری خوشبو مشک وعنبر وغیرہ، نہ لگائیں اور نہ اُسے کافور کے ساتھ ملائیں۔

میت کے کان، ناک اور آنکھوں میں کافور داخل کرنا مکروہ ہے۔ اگر کافور اعضائے سجود وغیرہ پر ملنے سے کچھ بچ رہے تو اُسے میت کے سینے پر ڈال دیا جائے۔

یہ مستحب ہے کہ کافور کو ہاتھ سے مل کر باریک کیا جائے اور سل یا ہاون دستے سے نہ پیسا جائے۔ یہ بھی مستحب ہے کہ کافور میں کچھ خاک پاک بھی ملا دی جائے لیکن ضرور اس حصہ کافور

میں ملائی جائے جو صرف اُن اعضاء پر لگائیں جن پر خاکِ پاک
لگانے سے اس خاک کی بے حرمتی نہ ہوتی ہو۔ مستحب ہے کہ حنوط
کے عمل کو پیشانی سے شروع کیا جائے پھر باقی اعضاء میں تقدیم
و تاخیر کا اختیار ہے۔

تکفینِ میّت

کفن کے واجب پارچے میّت کے اصل ترکہ سے
لیئے جائیں گے اور یہ کام میّت کے قرض کی
ادائیگی اور اُس کی وصیّت کو پورا کرنے پر مقدّم ہے البتہ زوجہ کا
کفن شوہر کے ذمہ واجب ہے بشرطیکہ شوہر اس کی قدرت رکھتا ہو
اور محتاج نہ ہو۔ اگر میّت کا کوئی ترکہ نہ ہو تو اہلِ ایمان کے لیئے اُس
کا کفن مہیّا کرنے میں ثوابِ عظیم ہے اور اگر کسی صورت سے بھی کفن
دینا ممکن ہی نہ ہو تو پھر اُس کو بغیر کفن ہی کے دفن کر دیا جائے۔

جس طرح کفن کے واجب پارچے قرض اور وصیّت پر مقدّم
ہیں اسی طرح تجہیزِ میّت کے سلسلہ میں دوسرے واجب اخراجات
کا بھی حکم ہے جیسے برگِ سدر، کافور، غسل کا پانی۔ غسل و کفن
دینے کی جگہ، قبر کی زمین اور گورکن کی اُجرت وغیرہ۔

واجب اخراجات کے علاوہ دیگر مباح و مستحب اخراجات
کے لیئے میّت کے بالغ وارثوں کی اجازت ضروری ہے البتہ صرف دو

صورتوں میں ورثہ کی بالغ کی اجازت کی ضرورت نہ ہوگی ایک یہ کہ میت نے زائد اخراجات کی وصیت کی ہو اور وہ زائد اخراجات ترکہ کے تہائی حصہ سے زیادہ نہ ہوں دوسرے یہ کہ میت نے اپنے ترکہ کے تہائی حصہ کی یا اس سے کم کی مطلق وصیت کی ہو اور مصارف کا تعین نہ کیا ہو۔ تجہیز و تکفین کے اخراجات میں میت کی حیثیت عرفی کا خیال رکھنا بھی واجب ہے۔

اگر کوئی شخص حالتِ احرام میں مر جائے تو اُس کا چہرہ اور سر ڈھکنا جائز ہے۔

شرائطِ کفن کفن کے لیے شرط ہے کہ وہ مباح ہو، پاک ہو، غصبی نہ ہو، خالص ریشم کا نہ ہو، کھال کا نہ ہو، خواہ حلال گوشت اور تزکیہ شدہ جانور ہی کی کیوں نہ ہو بلکہ احوط ہے کہ حرام گوشت جانور کے اون کا بھی نہ ہو البتہ اُس کے بالوں سے بنا ہوا کفن دینا جائز ہے۔ یہ بھی شرط ہے کہ میت کا ولی خود کفن پہنائے یا اُس کی اجازت حاصل ہو۔

کفن کی تفصیل مسلمان میت خواہ مرد ہو یا عورت یا بچہ اُسکو تین پارچوں میں کفن دینا واجب ہے:

(۱) میزر (لنگ) جو ناف سے لیکر گھٹنوں تک اور افضل ہے

سینہ سے قدم تک ہو (۲) قمیص (کفنی) جو میّت کو شانوں سے لیکر آدھی پنڈلیوں تک اور افضل ہے کہ قدم تک ڈھانک لے۔ (۳) اِزار (پوٹ) کی چادر جو طول اور عرض میں اتنی بڑی ہو کہ میّت کا پورا بدن ڈھانک لے اور احتیاطاً لمبائی اس قدر ہو کہ سر اور پیر کی طرف سے دونوں سرے باندھے جا سکیں اور چوڑائی اتنی ہو کہ ایک پہلو کو دوسرے پہلو کے کچھ حصّہ پر رکھا جا سکے۔

اگر کسی موقع پر کفن کے یہ تین پارچے ممکن نہ ہوں تو پھر جس قدر بھی کپڑا ممکن ہو اُسی کا کفن دیدیا جائے۔

کفن دینے میں نیّتِ قربت شرط نہیں اگرچہ احوط ہے۔

احتیاطاً ان تینوں پارچوں میں ہر ایک ایسا ہونا چاہیئے جو خود مستقل طور پر ساتر ہو یعنی اتنا باریک نہ ہو جس سے دوسری طرف کی چیز دکھائی دے سکے۔

مُردار کی کھال میں تکفین جائز نہیں مگر حالتِ اضطرار میں جائز ہوگی اسی طرح غصبی لباس میں بھی کفن دینا حرام ہے اور اگر کسی کو غصبی کفن پہنا کر دفن کر دیا جائے تو قبر کھود کر اُس کفن کا نکالنا واجب ہوگا۔ جبکہ مالکِ کفن کی اجازت نہ ہو۔

اگر اضطرار کی حالت نہ ہو تو نجس کفن دینا جائز نہ ہوگا۔

خواہ وہ نجاست اس قدر قلیل ہی کیوں نہ ہو جو نماز میں معاف ہے۔
خالص ریشم کا کفن دینا بھی جائز نہیں ہے اگرچہ عورت یا بچہ کی میت ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح ایسا کفن جس پر سونے کا کام بنا ہوا ہو یا اُس جانور کی کھال، اُون اور بالوں میں کسی چیز سے بنا ہو جس کا گوشت کھانا حرام ہے تو اُس سے بھی کفن دینا جائز نہ ہو گا بلکہ احتیاطاً ماکول اللحم جانور کی کھال کا بھی کفن نہ دیا جائے۔ لیکن اُس کے اون اور بالوں میں کوئی حرج نہیں ہے اگرچہ بنا بر احتیاط یہ بھی نہ ہونا چاہیے۔ مگر اضطراری حالت میں ان میں سے ہر چیز کا کفن دینا جائز ہے۔

اگر ریشم ملا ہوا کپڑا ہو اور اُس میں دوسرا جزو ریشم سے زیادہ ہو تو اُس میں کفن دینا جائز ہو گا۔ اگر کفن میں کوئی نجاست لگ جائے خواہ وہ خود میت کی ہو یا بیرونی ہو تو اُس حصہ کو جو نجس ہو گیا ہے کاٹ دیا جائے یا بشرط امکان دھو کر پاک کر دیا جائے۔ اگرچہ میت کو قبر کے اندر رکھ دینے کے بعد وہ نجاست لگی ہو اور جبکہ اُس نجاست کو دور کرنا ممکن نہ ہو تو کفن کو تبدیل کرنا واجب ہو گا بشرطیکہ اسکا امکان ہو۔ کفن کے نجس ہونے والے حصّہ کو کاٹنے کی صورت میں ضروری ہے کہ کاٹنے سے کفن کی شکل خراب نہ ہو۔ زوجہ کا اور مطلقہ رجعیہ کا

عدّہ کے اندر کفن جیساکہ اِس سے قبل ذکر ہو چکا ہے اُس کے شوہر پہ ہوگا مگر عدّۂ بائنہ رکھنے والی عورت کا کفن اُس کو طلاق دینے والے شوہر کے ذمہ نہ ہوگا۔

اگر زوجہ نے اپنے کفن کے لیئے وصیت کی ہو تو اس پر عمل کرنا واجب ہے، پھر اگر وہ وصیت شوہر کے علاوہ کسی اور سے متعلق ہے تو ایسی صورت میں شوہر کے ذمہ اُس کا کفن نہ ہوگا۔

کنیز کا کفن اسکے مالک کے ذمہ پر ہے۔ اگر کسی عورت کیلئے کسی شخص نے کفن بنظر ثواب پیش کر دیا ہو تو پھر کفن کا وجوب شوہر پر سے ختم ہو جائے گا۔

کسی شخص پر اسکی زوجہ کے علاوہ دوسرے واجب النفقہ لوگوں کا کفن واجب نہیں ہے جسطرح شوہر پر زوجہ کا کفن واجب ہے، اسی طرح اسکے غسل و کفن و دفن وغیرہ کے دوسرے واجبات کا انجام دینا بھی احتیاطاً واجب ہے۔

مستحبات کفن میت کیلئے حسبِ ذیل چیزیں مستحب ہیں:-

(۱) مردانی میت کیلئے عمامہ۔ اس کا کپڑا عرض اس قدر کافی ہے کہ میت کے سر پر ایک مرتبہ لپیٹا جا سکے، بہتر ہے کہ اس قدر ہو کہ کئی مرتبہ لپیٹا جا سکے اور مستحب ہے کہ لپیٹنے کے بعد اُسکے دونوں سرے میت کے سینہ پر تحت الحنک کی صورت سے ڈالے جاسکیں (۲) مرد اور عورت دونوں کے لیئے ران پیچ (۳) دونوں کے

لیئے دوسری پوٹ چادر بلکہ تیسری چادر بھی مستحب ہے خصوصاً عورتا
کیلئے (۴) عورت کیلئے عمامہ کی بدلہ میں اوڑھنی (۵) عورت کے لئے سینہ بند
جیسے پستانوں پر سے پشت کی طرف باندھا جا سکے (۶) ایک کپڑا
جس سے مردانی زنانی میت کی کمر کو باندھا جائے (۷) شرمگاہوں
پر کافی مقدار میں روئی دونوں رانوں کے درمیان رکھدینا اور اس
پر کھوڑا کافور بھی ڈالنا۔ اسی طرح اگر ناک سے خون آنے کا خوف
ہو تو دونوں نتھنوں میں روئی رکھنا بھی مستحب ہے۔ (۸) نیز مستحب ہے
کہ کفن اچھا دیا جائے (۹) روئی کے دھاگوں سے بنا ہوا کفن ہو (۱۰) سفید ہو
رنگین کفن دینا مکروہ ہے سوائے حبرہ (چادر یمانی) کے جو سرخ رنگ کی ہو
(۱۱) پاک صاف آمدنی سے خریدا گیا ہو (۱۲) ایسا کفن ہو جس میں مرنے
والے شخص نے احرام باندھا ہو یا نماز پڑھی ہو (۱۳) کفن پر بھی کھوڑا
کافور ڈال دیا جائے (۱۴) کفن میں کچھ خاکِ پاک بھی رکھدینا مستحب ہے (۱۵)
کفن کا ضریحِ حضرت امام حسینؑ علیہ السلام اور دیگر ائمہ کرام علیہم السلام
کی ضریحوں سے مس کرنا، آبِ فرات یا زمزم سے دھو کر دینا بھی مستحب ہے
(۱۶) پوٹ کی چادر اس قدر چوڑی ہونا چاہیے کہ ایک طرف کا حصّہ
دوسری طرف کے حصّہ پر کافی طور پر رکھا جا سکے (۱۷) اگر کفن کو
سینے کی ضرورت ہو تو اسی کپڑے کے دھاگہ سے سیا جائے۔ (۱۸)

کفن پہنانے والا اگر کوئی ایسا شخص ہو جس نے اس میت کو غسل نہیں دیا ہے تو اُسے بھی حدث سے طاہر ہونا چاہیئے یعنی اگر کوئی واجب غسل اُسکے ذمہ ہو تو کرلے اور اگر کوئی غسل اُسکے ذمہ پر نہ ہو تو پھر وضو کرلے اور اگر کفن دینے والا وہی شخص ہو جس نے میت کو غسل دیا ہے تو وہ غسلِ مسِ میت کرلے اور اگر غسل نہ کرسکے تو صرف وہ وضو کرلے جو غسلِ مسّ میت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی غرض سے کرنا واجب ہے۔ اور اگر یہ بھی نہ کرسکے تو اپنے دونوں ہاتھ کہنیوں تک بلکہ کاندھوں تک تین تین بار اور اپنے دونوں پاؤں گھٹنوں تک ایک بار دھوئے اور اولیٰ یہ ہے کہ اپنے بدن کا کوئی حصہ بھی اگر نجس ہو تو اُسے بھی پاک کرلے (۱۹) کفن کے واجب اور مستحب تمام پارچوں کے حاشیہ پر اور عمامہ پر میت کا اور اُس کے باپ کا نام اس طرح لکھا جائے۔

فلاں بن فلاں يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَّ عَلِيًّا وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَعَلِيًّا وَمُحَمَّدًا وَجَعْفَرًا وَمُوْسٰى وَعَلِيًّا وَمُحَمَّدًا وَعَلِيًّا وَالْحَسَنَ وَالْحُجَّةَ الْقَائِمَ اَوْلِيَاءُ اللّٰهِ وَاَوْصِيَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاَئِمَّتِيْ وَاَنَّ الْبَعْثَ وَالثَّوَابَ وَالْعِقَابَ حَقٌّ۔ (۲۰) مستحب ہے کہ کفن پر پورا قرآن پاک لکھا ہوا ہو نیز دعائے جوشن کبیر و صغیر تحریر ہو اسی طرح بعض دوسری دعائیں لکھی ہوئی ہوں جنہیں مفصل کتابوں میں بتایا گیا ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ

قرانِ پاک اور دعائیں خاکِ پاک سے تحریر کی جائیں لیکن احتیاطاً کفن کے ایسے مقام پر دعائیں اور قرآنی آیات کو نہ لکھا جائے جو احترام کے منافی ہو۔ اور جہاں نجاست پہنچنے کا گمان ہو (۲۱) مستحب ہے کہ انسان اپنی زندگی ہی میں اپنا کفن مہیا کر لے (۲۲) کفن دیتے وقت میت کو حالتِ احتضار کی طرح یا پھر نمازِ میت کی طرح قبلہ رخ رکھنا مستحب ہے قبلہ رخ رکھنے کی اِن دونوں صورتوں میں سے کوئی ایک اختیار کی جاسکتی ہے (۲۳) اگر پورے کفن یا اُس کے نچلے حصہ پر قرآنِ پاک اور ادعیہ نہ لکھی جائیں تو بہتر ہے بلکہ اس کے بجائے کسی علیٰحدہ پارچے پر لکھکر اُس کو میت کے سینہ پر رکھ دیا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا۔

مکروہاتِ کفن (۱) کفن کو لوہے کی کسی چیز یعنی قینچی اور چاقو وغیرہ سے کاٹنا (۲) اُس میں آستینیں یا تکمے بنانا۔ البتہ اگر میت کو خود اُسکے لباس میں کفن دیا جائے تو آستینوں میں کوئی حرج نہ ہوگا مگر تکمے پھر بھی توڑ دیے جائیں (۳) کفن کے پارچوں کا سینا بلکہ ایسے طول و عرض کا کپڑا لیا جائے جس میں جوڑ لگانے کی ضرورت ہی نہ ہو اور اگر ایسا کپڑا نہ ملے تو مجبوری میں کوئی مضائقہ نہ ہوگا (۴) کفن سینے کیلئے دھاگے کو آبِ دہن سے تر کرنا (۵) علاوہ کافور اور ذریرہ (ایک قسم کی خوشبو) کے کفن میں کوئی دوسری خوشبو لگانا (۶) ایسے کپڑے کا کفن دینا

جس میں کچھ بھی ریشم کا میل ہو (۷) بغیر تحت الحنک عمامہ میت کے سر پر باندھنا (۸) کفن کا سیاہ رنگ ہونا (۹) کفن پر سیاہ روشنائی یا کسی اور رنگ کی روشنائی سے لکھنا (۱۰) اَلسی کے کپڑے کا کفن دینا یا اَلسی کی آمیزش والا کپڑا ہونا (۱۱) کفن کی خریداری میں جزرسی کرنا (۱۲) کفن چرک آلود اور میلا ہونا (۱۳) کفن کے دھاگے کے علاوہ کسی دوسرے دھاگے سے اسکو سینا۔

تکفین کیلئے کپڑے کا حساب

عام اوسط جسم کی میت کیلئے حسب ذیل مقدار کا کپڑا بہتر ہوگا

مردانہ کفن

چادر (پوٹ)	چادر بالائی	کفنی	لنگ
۳ گز ۱۲ گرہ	۶ گز	۲ گز ۸ گرہ	ایک گز ۸ گرہ

عمامہ ۳ گز = کل ۱۸ گز

زنانہ کفن

چادر (پوٹ)	چادر بالائی	کفنی	لنگ
۳ گز ۱۲ گرہ	۶ گز	۲ گز ۸ گرہ	ایک گز ۸ گرہ

ران پیچ	سینہ بند	مقنعہ	اوڑھنی
ایک گز ۴ گرہ	۱۲ گرہ	۱۲ گرہ	ایک گز ۸ گرہ

کل ۱۸ گز

اگر پوٹ کی چادر کے علاوہ دوسری اور تیسری چادر بھی دی جائے تو اسی حساب سے کپڑا زیادہ لیا جائے۔

— عورت کیلئے اوڑھنی کے علاوہ مقنعہ (دوپٹہ) بھی مستحب ہے۔

جَرِیدَتَین جریدتین سے مراد درخت کی دو ٹہنیاں ہیں اور افضل ہے کہ وہ کھجور کی ہوں پھر بیری کی پھر انار کی یا بید کی ہوں اور یہ نہ مل سکیں تو پھر کسی درخت کی ہری ٹہنیاں ہوں سوکھی ٹہنیاں کافی نہ ہوں گی۔

قبر میں جریدتین کا میت کے ساتھ رکھنا سنت موکدہ ہے۔

اولیٰ یہ ہے کہ ٹہنیاں لمبائی میں ایک ہاتھ کے برابر ہوں اگرچہ اس سے کم لمبائی بھی کافی ہے۔ موٹی جسقدر زیادہ ہوں بہتر ہوگا مگر اس حد تک کہ انھیں ٹہنیاں کہا جا سکے۔ اِن کے رکھنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ایک ٹہنی میت کے داہنی طرف کی ہنسلی سے ملا کر بدن سے متصل رکھی جائے یعنی بدن اور ٹہنی کے بیچ میں کپڑا نہ ہو اور دوسری ٹہنی بائیں طرف ہنسلی سے ملا کر مگر کفنی کے اوپر اور پوٹ کی چادر کے نیچے رکھی جائے۔

بعض حدیثوں میں ہے کہ ایک ٹہنی داہنی جانب بغل کے نیچے رکھی جائے اور دوسری دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھی جائے اسطرح کہ اسکا آدھا حصہ میت کی آدھی رانوں سے متصل رہے اور دوسرا آدھا حصہ آدھی پنڈلیوں سے ملا رہے اور بعض حدیثوں میں یوں لکھا ہے کہ دونوں ٹہنیوں کو میت کے داہنے پہلو میں رکھ دینا چاہیے۔ ان میں سے کوئی صورت بھی اختیار کی جا سکتی ہے لیکن بہتر پہلی صورت ہے۔

اگر ٹہنیاں میت کے ساتھ رکھنا بھول جائیں تو قبر پر رکھ دیں۔ اگر صرف ایک ہی ٹہنی میسر ہو سکے تو اسکو بدن میت کے داہنی طرف رکھیں۔ ان ٹہنیوں پر یہ بھی مستحب ہے کہ میت کا اور اسکے والد کا نام اور کلمات شہادت مع اسمائے ائمہ کرام علیہم السلام کو خاک پاک سے لکھا جائے پھر ٹہنیوں پر روئی لپیٹ کر رکھیں۔

کفن پہنانے کا جامع بیان

پہلے پاک تختہ یا چبوترے وغیرہ پر پوٹ کی چادر بچھا دیں اور رکھی ہوئی کفنی آدھی بچھائیں اور آدھی سرہانے رہنے دیں پھر لنگ مقام ناف یا سینہ کی جگہ سے نیچے پنڈلیوں یا قدموں تک بچھا دیں پھر ناف کے نیچے سے رانوں کے نیچے تک ران پیچ بچھا دیں اور اسکا اوپر کا سرا درمیان سے پھاڑ کر رکھیں اسکے بعد میت کو کفن پر لٹا دیں پھر ران پیچ کا پھٹا ہوا سرا میت کی کمر سے ناف کے اوپر باندھ دیں اور گرہ ناف پر لگائیں نیز بہت سی روئی آگے پیچھے رکھیں اور تھوڑا کافور بھی چھڑکیں اسکے بعد ران پیچ کا دوسرا سرا رانوں کے درمیان سے نکالکر ناف پر جو گرہ دی گئی ہو اسمیں ڈالکر کھینچ دیں لنگوٹ کی طرح تاکہ روئی اپنی جگہ سے نہ ہٹ سکے اور ساتھ ہی میت کے دونوں پیر ملا دیں اور ران پیچ کے اس دوسرے سرے کو رانوں پر لپیٹ دیں اور آخری حصہ اسی ران پیچ میں مضبوطی سے داخل کر دیں کہ نکل نہ جائے پھر نیت قربت کر کے حنوط کریں جس طرح ہم نے اس سے پہلے تفصیلاً بیان کر دیا ہے۔ جو کچھ کافور حنوط

کرنے سے بچ جائے اُسکو میّت کے سینہ پر ڈال دیں۔

وان پیچ باندھنے کے بعد لنگ باندھیں پھر اگر عورت ہو تو ایک پارچہ لیکر اُسکے سینے پر رکھیں اور پشت کی طرف لاکر اسمیں گرہ دیدیں پھر کفنی کا وہ حصہ جو سرہانے رکھا ہو پہنادیں اور مرد ہو تو اُسکے سر پر عمامہ باندھ دیں اسطرح کہ اُسکے دونوں سرے ٹھوڑی کے نیچے لاکر گرہ دیکر باندھ دیں جیسے تحت الحنک کہتے ہیں پھر اُسکا داہنا سرا بائیں طرف میّت کے سینے پر ڈال دیں اور بایاں سرا داہنی طرف سینے پر ڈالیں پھر شہادت نامہ میّت کے سینے پر رکھدیں۔

شہادت نامہ کپڑے کے ایک مناسب ٹکڑے پر خاکِ پاک سے شہادت نامہ لکھا جائے اور اُس پر مومنین کی گواہی تحریر کی جائے اس طرح کہ شہادت نامہ کے نیچے مرد کے لئے شَہِدَ بِاِیْمَانِہٖ اور عورت کے لئے شَہِدَ بِاِیْمَانِہَا لکھ کر مومنین اپنا اپنا نام لکھدیں پھر اس شہادت نامہ کو ہمراہ کفن میّت کے سینے پر رکھ دیں شہادت نامہ کی دعا یہ ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ شَہِدَ الشُّہُوْدُ الْمُسَمَّوْنَ فِیْ ہٰذَا الْکِتَابِ اَنَّ اَخَاھُمْ فِی اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ (یہاں میت کا اور اُس کے والد کا نام لکھیں) اَشْہَدَ ھُمْ وَاسْتَوْدَعَہُمْ وَاَقَرَّ عِنْدَھُمْ اَنَّہٗ یَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَنَّہٗ مُقِرٌّ بِجَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَ

عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَاَنَّ عَلِيًّا وَلِيَّ اللّٰهِ اِمَامُهٗ وَاَنَّ الْاَئِمَّةَ مِنْ وُلْدِهٖ اَئِمَّتُهٗ (عورت کے لئے اس طرح لکھا جائے)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ شَهِدَ الشُّهُوْدُ الْمُسَمَّوْنَ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ اَنَّ اُخْتَهُمْ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (میت کا اور اُس کے والد کا نام) اَشْهَدَتْهُمْ وَاسْتَوْدَعَتْهُمْ وَاَقَرَّتْ عِنْدَهُمْ اَنَّهَا تَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّهَا مُقِرَّةٌ بِجَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالرُّسُلِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَاَنَّ عَلِيًّا وَلِيَّ اللّٰهِ اِمَامُهَا وَاَنَّ الْاَئِمَّةَ مِنْ وُلْدِهٖ اَئِمَّتُهَا (پھر اس کے بعد دونوں کے شہادت نامہ میں یہ عبارت لکھے، اس میں مرد اور عورت کا کوئی فرق نہ ہوگا)

وَاَنَّ اَوَّلَهُمُ الْحَسَنُ ثُمَّ الْحُسَيْنُ وَعَلِيُّ ابْنُ الْحُسَيْنِ وَمُحَمَّدُ ابْنُ عَلِيٍّ وَجَعْفَرُ ابْنُ مُحَمَّدٍ وَمُوْسَى ابْنُ جَعْفَرٍ وَعَلِيُّ ابْنُ مُوْسٰى وَمُحَمَّدُ ابْنُ عَلِيٍّ وَعَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنُ ابْنُ عَلِيٍّ وَالْقَآئِمُ الْحُجَّةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَاَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارَ حَقٌّ وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ وَاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ جَآءَ بِالْحَقِّ وَاَنَّ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتُهٗ مِنْ بَعْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَمُسْتَخْلَفَہٗ فِیْ اُمَّتِہٖ مُؤَدِّیًا لِاَمْرِ رَبِّہٖ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَاَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَابْنَیْھَا الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ اِبْنَا رَسُوْلِ اللّٰہِ وَسِبْطَاہُ وَاِمَامَا الْھُدٰی وَقَائِدَا الرَّحْمَۃِ وَاَنَّ عَلِیًّا وَّمُحَمَّدًا وَجَعْفَرًا وَمُوْسٰی وَعَلِیًّا وَمُحَمَّدًا وَعَلِیًّا وَحَسَنًا وَالْحُجَّۃَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ اَئِمَّۃٌ وَقَادَۃٌ وَدُعَاۃٌ اِلَی اللّٰہِ جَلَّ وَعَلَا وَحُجَّۃٌ عَلٰی عِبَادِہٖ۔ اس شہادت نامہ کو میت کے سینہ پر رکھ کر جریدتین اُس ترتیب سے رکھیں جیسے ہم بیان کر چکے ہیں۔ اسکے بعد لوٹ کی چادر کا بایاں حصہ میت پر ڈالیں پھر داہنا حصہ ڈالیں پھر ایک دھجی سے میت کے سر کی طرف چادر کو سمیٹ کر گرہ باندھیں اور ایک دھجی سے میت کی کمر باندھ پھر ایک دھجی سے پیروں کی طرف چادر سمیٹ کر گرہ لگا دیں تاکہ کفن کھل نہ جائے۔ کفن دینے کے بعد تلقین پڑھنا بھی مستحب ہے۔

تشییعِ جنازہ

اولیائے میت کے لیئے مستحب ہے، کہ وہ اُسکی موت کی اطلاع مومنین کو کریں تاکہ وہ لوگ تجہیز و تکفین وغیرہ اور نمازِ میت میں شرکت کرسکیں اور مومنین کے لیئے بھی مستحب ہے کہ وہ میت تک پہنچنے میں جلدی کریں کیونکہ اس میں بے انتہا ثواب ہے۔

جنازے کی مشایعت میں بھی بے حد اجر و ثواب ہے اور اس مشایعت کی کوئی حد مقرر نہیں ہے، جسقدر زیادہ مشایعت کی جائے

اسی قدر باعث ثواب ہوگا۔

اولیٰ اور افضل ہے کہ مشایعت دفن تک کی جائے اور کم از کم نماز میت تک ضرور ہو۔ مشایعت یعنی جنازہ کے ساتھ چلنے اور کاندھا دینے میں بہت ثواب ہے، جب جنازہ پر نظر پڑے تو کہے:۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَصَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَللّٰھُمَّ زِدْنَا اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ تَعَزَّزَ بِالْقُدْرَۃِ وَقَھَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ۔ نیز کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلْنِیْ مِنَ السَّوَادِ الْمُخْتَرَمِ۔ اور جنازہ اُٹھانے والے کہیں:۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ۔

جنازے کو کم از کم چار آدمی چاروں گوشوں سے اٹھائیں اور کاندھا اس طرح دیں کہ پہلے میت کے داہنے شانے کی طرف کے حصہ کو اپنے داہنے کاندھے پر اٹھائیں پھر میت کے داہنے پیر کی طرف کے حصہ کو اسی طرح اپنے داہنے کاندھے پر اٹھائیں پھر اسکے بائیں پاؤں کی طرف کے حصہ کو اپنے بائیں کاندھے پر اٹھائیں، اسکے بعد میت کے بائیں شانے کی طرف کے حصہ کو اسی طرح اپنے بائیں کاندھے پر اٹھائیں۔

اور یہ خیال رکھیں کہ جنازے کے آگے سے دوسری طرف نہ جائیں اور نہ اُسکے آگے چلیں بلکہ پیچھے یا پہلو میں چلیں اور دعا و استغفار کے سوا آپس میں کوئی بات نہ کریں نیز مستحب ہے کہ جنازے کے ساتھ پیادہ راستہ طے کریں۔

جنازے کے ساتھ بغیر کسی عذر کے سوار ہو کر چلنا مکروہ ہے مستحب ہے کہ میّت پر جو کپڑا ڈالا جائے وہ مزیّن نہ ہو اور ہر شخص کم از کم ایک مرتبہ چاروں طرف کندھا دے اور ابتدا میّت کے داہنے شانے کی طرف سے کرے۔

مکروہاتِ تشییع جنازہ

حسبِ ذیل امور تشییع جنازہ میں مکروہ ہیں: ہنسنا، لہو و لعب میں مشغول ہونا، دنیوی امور سے متعلق گفتگو کرنا، تشییع کرنے والے پر سلام کرنا، عورتوں کو مشایعت کرنا خواہ میّت مرد کی ہو یا عورت کی، جنازے کو جلدی جلدی لیجانا بلکہ درمیانی رفتار سے لیجانا، انگیٹھی جلا کر جنازے کے ساتھ لیجانا۔

نمازِ میّت اور اُسکے احکام

نمازِ میّت ادا کرنا بھی ہر مسلمان پر واجب کفائی ہے۔ یہ نماز اگر فرادیٰ بھی پڑھی جائے جب بھی کافی ہے لیکن جماعت سے پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے اس میں نماز پڑھنے والے کیلئے طہارتِ حدثی شرط نہیں ہے اسکو جُنب، حائض اور بے وضو سب پڑھ سکتے ہیں لیکن یہ بات مستحب ہے کہ نماز میّت پڑھنے

باوضو ہو اور اگر غسل کی حاجت ہو تو کرلے بلکہ اس موقع پر پانی ہوتے ہوئے تیمم کرنا بھی جائز ہے۔

ہر مسلمان کی میت پر خواہ وہ نیک اعمال ہو یا بداعمال، مرد ہو یا عورت، شہید ہو یا قصاص و رجم وغیرہ میں بحکم شرع قتل کیا گیا ہو یا اس نے خودکشی کی ہو، غسل و کفن کے بعد نماز میت پڑھنا واجب کفائی ہے۔ وجوب نمازِ میت کے حکم میں چھ سال کا بچہ بھی داخل ہے البتہ اس سے کم عمر والے بچے پر نماز میت پڑھنا مستحب ہے بشرطیکہ وہ مردہ نہ پیدا ہوا ہو لیکن اگر وہ مردہ پیدا ہوا ہے تو اسکے لیئے نماز جنازہ مستحب بھی نہیں ہے۔

نمازِ میت کی صحت کیلیئے مُصلّی کا مومن ہونا شرط ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ ولیِ میت سے اجازت حاصل ہو خواہ وہ اجازتِ فحوائی ہی کیوں نہ ہو۔ اگر اجازت نہ ملے تو نمازِ میت تنہا یا باجماعت کسی صورت سے بھی درست نہ ہوگی۔ البتہ مُصلّی کا بالغ ہونا شرط نہیں ہے۔ اس بنا پر ممیّز بچہ کی نماز درست ہوگی مگر اس سے اُس کا وجوبِ کفائی ادا نہ ہوگا جب تک کوئی بالغ شخص اُس پر نماز نہ پڑھے۔

یہ بھی شرط ہے کہ نمازِ میت غسل و کفن کے بعد اور دفن سے پہلے پڑھی جائے۔ اس سے قبل یا اِسکے بغیر پڑھنا کسی حالت میں بھی درست اور جائز نہیں ہے سوائے ایسی صورت کے جب غسل یا کفن یا دونوں ممکن نہ ہوں تو نماز اسی حالت

میں پڑھی جائے گی اور ساقط نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر کسی وقت دفن کرنا ممکن نہ ہو جیسے اگر کوئی شخص بحری جہاز پر مرجائے اور لاش کو باقی نہ رکھا جا سکے تو غسل و کفن اور نماز ساقط نہیں ہے۔ اگر کسی میت کو بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا گیا ہو تو پھر اُس کی قبر پہ نمازِ جنازہ پڑھنا واجب ہوگا۔ کافر کی میت پر نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

یک میت پر ایک ہی وقت میں بہت سے آدمی فرادی بھی نماز پڑھ سکتے ہیں اور جماعت کے ساتھ بھی متعدد بار نماز پڑھنا جائز ہے (اس مسئلہ کی مزید تفصیل آگے بھی آئیگی)

نمازِ میت کی نیت کرنے میں قصدِ قُربت کافی ہے۔ دوسروں کیلئے ولی کی اجازت ضروری ہے مگر ایک ولی کو دوسرے ولی میت سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ اگر ولی عورت ہو تو وہ خود بھی نمازِ میت پڑھ سکتی ہے خواہ میت مرد کی ہو یا عورت کی اور دوسروں کو اجازت بھی دے سکتی ہے۔ اگر میت کسی خاص شخص کے لیئے وصیت کرے کہ وہ نماز پڑھائے تو ولی کے لیئے واجب ہے کہ اس شخص کو اجازت دے اور خود اس شخص کیلئے احوط ہے کہ وہ ولی سے اجازت حاصل کرے

نمازِ میت با جماعت ادا کرنے میں امامِ جماعت کیلئے وہی شرطیں ہیں جو نماز پنجگانہ کی جماعت میں ہیں یعنی ایمان، بلوغ، عقل، عدالت اور مردوں کیلئے مرد کی امامت نیز دیگر شرائط احتیاطاً یہ بھی ضروری ہے کہ جماعت کی بھی شرطیں پائی جائیں۔ البتہ نمازِ میت میں تکبیرات کے درمیان جو دعائیں پڑھی جاتی ہیں وہ امام کے پڑھنے کی وجہ سے ماموموں سے ساقط نہ ہوں گی۔

نماز میت میں پانچ تکبیریں کہنا واجب ہیں اور یہ بھی واجب ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد شہادتین کہے یعنی

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ

پھر دوسری تکبیر کے بعد کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ پھر تیسری تکبیر کے بعد کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ۔ پھر چوتھی تکبیر کے بعد کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِهٰذَا الْمَيِّتِ۔ اور پھر آخری بار پانچویں تکبیر کہکر نماز کو تمام کرے۔

اسطرح مومن کی میت پر نماز پڑھنے میں سات باتیں واجب ہیں یعنی نیت، قیام اور پانچ تکبیریں اور صرف واجب ہی نہیں بلکہ یہ رکن بھی ہیں یعنی ان کے عمداً یا سہواً ترک کرنے سے نماز باطل ہو گی۔ البتہ تکبیروں کے درمیان شہادتین، درود، مؤمنین کے لیئے استغفار اور میت کیلیئے دعائے مغفرت واجبات ہیں ارکان نہیں ہیں۔ یہاں پر یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ تکبیروں کے درمیان بقدرِ واجب دعاؤں کے علاوہ مزید دعائیں اور واجب درود میں اضافہ بھی کیا جاسکتا ہے بشرطیکہ اسقدر طولانی نہ ہو جس سے نماز کی صورت ہی محو ہو جائے تو ایسا اضافہ جائز نہ ہوگا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ اگر میت کسی غیر مومن کی ہو تو اسمیں صرف چار تکبیریں کہی جائیں گی۔ اسکے لیئے پانچویں تکبیر نہیں ہے۔

اسی کے ساتھ اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ تکبیروں کے درمیان

دعاؤں میں اس قدر اضافہ کیا جائے۔ پہلی تکبیر کے بعد کہے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا فَرْدًا صَمَدًا حَيًّا قَيُّوْمًا دَائِمًا اَبَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ پھر دوسری تکبیر کے بعد اس طرح کہا جائے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ مَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ وَصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ پھر تیسری تکبیر کے بعد کہے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْيَاءِ مِنْهُمْ وَ الْاَمْوَاتِ تَابِعْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ بِالْخَيْرَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ پھر چوتھی تکبیر کے بعد کہے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا الْمُسَجّٰى قُدَّامَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَزَلَ بِكَ وَ اَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قَبَضْتَ رُوْحَهٗ اِلَيْكَ قَدِ احْتَاجَ اِلٰى رَحْمَتِكَ وَ اَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا

خَيْرًا وَّاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنَّا اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ
فِىْ اِحْسَانِهٖ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْ سَيِّئَاتِهٖ
وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهٗ اَللّٰهُمَّ احْشُرْهُ مَعَ مَنْ يَتَوَلَّاهُ وَ
يُحِبُّهٗ وَاَبْعِدْهُ مِمَّنْ يَتَبَرَّءُ مِنْهُ وَيُبْغِضُهٗ اَللّٰهُمَّ
اَلْحِقْهُ بِنَبِيِّكَ وَعَرِّفْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهٗ وَارْحَمْنَا اِذَا
تَوَفَّيْتَنَا يَا اِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اكْتُبْهُ عِنْدَكَ فِىْ
اَعْلٰى عِلِّيِّيْنَ وَاخْلُفْ عَلٰى عَقِبِهٖ فِى الْغَابِرِيْنَ وَاجْعَلْهُ
مِنْ رُفَقَاۤءِ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَارْحَمْهُ وَاِيَّانَا بِرَحْمَتِكَ
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ۔ اِس کے بعد پانچویں تکبیر کہکر نماز تمام کرے پھر
مناسب ہے کہ اِس طرح کہے :۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى
الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔ یہ مرد کی نمازِ میّت کی تفصیل بیان کی گئی

اب اگر وہ عورت کی میّت ہو تو حسبِ ذیل تبدیلی کی جائیگی :

اَلْمُسَجّٰى الخ کے بدلے اَلْمُسَجَّاةَ قُدَّامَنَا اَمَتُكَ وَابْنَةُ عَبْدِكَ
وَابْنَةُ اَمَتِكَ ۔ اور اسکے بعد جسقدر ضمیریں مذکر کی ہوں اُن کے بجائے مونث
ضمیریں کہے سوائے "مَنْزُوْلٍ بِهٖ" کے کہ اس میں کوئی تبدیلی دونوں
صورتوں میں نہ ہوگی ۔ اگر نابالغ بچہ کی میّت ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے :
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لِاَبَوَيْهِ وَلَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّاَجْرًا پھر نماز

کو تمام کرے۔

سلسلۂ مسائل

عورت، عورتوں کی پیش نمازی کر سکتی ہے بشرطیکہ اُس میں شرائطِ امامت موجود ہوں اور احوط ہے کہ پیشنمازی کرنے والی عورت صف کے اندر کھڑی ہو۔ صف کے آگے نہ ہو۔

مردوں کی نمازِ جماعت میں اولیٰ ہے کہ امام ماموین سے آگے ہو اور ماموین اُسکے عقب میں ہوں ہر چند امام کے پہلو میں ماموم کا کھڑا ہونا جائز ہے عورتیں اگر مردوں کی نمازِ جماعت میں شرکت چاہیں تو کر سکتی ہیں لیکن ضروری ہے کہ وہ مردوں کی صفوں کے پیچھے کھڑی ہوں۔

نمازِ جنازہ کو اثنا میں عمداً توڑ دینا جائز ہے نیز نیتِ جماعت سے نیتِ انفراد کی طرف عدول کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ جماعت میں ایسا شخص جو انفراد کی طرف عدول کرے، جنازے سے فاصلہ پر نہ ہو اُس کے اور جنازے کے مابین کوئی چیز حائل بھی نہ ہو اور وہ جنازے کے محاذات میں ہو۔

جماعت کی نماز کے تمام افعال میں ماموم کو امام سے موخر یا کم از کم مقارن ہونا ضروری ہے۔ اگر عمداً تقدم کرے گا تو اسکی نمازِ جماعت کی نیت باطل ہو جائے گی اگرچہ اُس کی انفرادی نماز صحیح رہے گی۔

اگر کوئی شخص اثنائے نمازِ جماعت میں شرکت کرے اور تکبیروں کے ساتھ پوری واجب دعائیں نہ پڑھ سکے تو کم سے کم جسقدر بھی ممکن ہو

پڑھنے کی کوشش کرے ۔ ورنہ بغیر دعاؤں کے پے در پے تکبیرات کہہ کر نماز کو امام کے ساتھ تمام کر دے ۔

مومن کے لیۓ پانچ تکبیروں سے کم کہنا جائز نہیں ہے (اسکا حکم بیان ہوچکا ہے) اس نماز میں اذان و اقامت نہیں ہے اور نہ سورۂ حمد کی تلاوت اور نہ رکوع و سجود و قنوت اور تشہد ہے ۔ میّت خواہ مرد کی ہو یا عورت کی ہر ایک میں مونث و مذکر ضمیریں بولی جاسکتی ہیں جس میں تاویل حسبِ موقع و محل جنازہ اور میّت یا شخص اور بدن وغیرہ سے کی جائیگی مگر بہتر یہی ہے کہ ضمیریں میّت کی تانیث و تذکیر کے مطابق بولی جائیں ۔ اگر تکبیروں کے عدد میں شک ہو گیا ہو تو کم عدد پر بنا کرنا چاہیئے ۔ اگر تکبیروں کے درمیان کی عبارتیں یاد نہ ہوں تو کتاب میں دیکھ کر پڑھی جاسکتی ہیں ۔

شرائطِ نمازِ میّت

(۱) میّت کو پشت کے بھل لٹایا جاۓ (۲) میّت کو نماز جنازہ کے لیے اس طرح لٹایا جائے کہ جب کوئی نماز پڑھانے والا یا انفرادی نماز پڑھنے والا میّت کے پیچھے کی طرف کھڑا ہو تو میّت کا سر اُسکے داہنی جانب اور میّت کے پاؤں اُس کے بائیں جانب ہوں (۳) اگر ماموبین کی صف طویل ہو تو پھر مذکورہ بالا صورت ضروری نہ رہے گی بلکہ طویل صف میں کچھ لوگ

میت کے سرہانے کی سمت ہوں گے اور کچھ اُس کے پاؤں کی سمت میں اور کچھ لوگ اُسکے مقابل پیچھے کی طرف (۴) یہ بھی شرط ہے کہ میت سامنے حاضر ہو اس لیئے غائب میت کی نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے چاہے وہ میت کہیں بھی ہو۔(۵) جنازہ اور پیشنماز یا منفرد نمازی کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو لیکن صندوق وغیرہ کے اندر ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے (۶) مصلی اور میت کے درمیان زیادہ بُعد نہ ہو البتہ نمازِ جماعت کی صفوں میں باہم اتصال کی وجہ سے بُعد جسقدر بھی ہوگا معاف ہوگا (۷) نماز ہائے پنجگانہ کی جماعت کی طرح نمازِ میت میں بھی اگر باجماعت ہو تو ضروری ہے کہ امام اپنے ماموموں سے ایک بالشت سے زیادہ بلند نہ ہو (۸) نیتِ قُربت کرنا بھی شرط ہے (۹) نماز کی جگہ غصبی نہ ہو (۱۰) تکبیروں اور دعاؤں میں مُوالات (پے درپے ترتیب کے ساتھ ہونا) ہو (۱۱) قیام میں تزلزل نہ ہو بلکہ استقرار ہو (۱۲) نماز میت بعدِ غسل و کفن و حنوط پڑھی جائے (۱۳) اگر میت کو کفن میسر نہ ہو تو کم از کم اُس کی شرمگاہیں مستور ہوں (۱۴) احتیاطاً وہ تمام شرائط پائے جائیں جو نماز ہائے پنجگانہ میں لازم ہیں (۱۵) ولیِ میت کی اجازت حاصل ہو۔

نمازِ میت سے متعلق بعض دیگر مسائل

نمازِ میت میں طہارتِ حدثی و خبثی ضروری نہیں ہے لیکن

احتیاطاً تمام شرائط کا التزام کیا جائے جیسا کہ ابھی بتایا گیا۔ اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نمازِ میت نہ پڑھ سکتا ہو تو بیٹھ کر پڑھے لیکن وجوب کفائی کی ادائیگی ایسی صورت میں محلِ اشکال ہے جبکہ کوئی ایسا شخص بھی موجود ہو جو کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

اگر کسی مقام پر استقبالِ قبلہ ممکن نہ ہو تو حکمِ استقبال ساقط ہے، لیکن اگر قبلہ کی سمت مشتبہ ہو جائے تو احتیاطاً چاروں طرف رخ کر کے چار نمازیں ادا کی جائیں بشرطیکہ اس قدر تاخیر ممکن ہو ورنہ جسقدر نمازیں ممکن ہوں پڑھی جائیں اور اگر متعدد نمازیں ممکن نہ ہوں تو جس طرف چاہے پڑھ لے۔

اگر میت پر نماز نہ پڑھی گئی ہو یا اس کا یقین ہو جائے کہ جو نماز پڑھی جا چکی ہے وہ باطل تھی اور میت دفن کی جا چکی ہو تو قبر پر نمازِ میت ادا کیجائے۔

پانی نہ ہونے کی صورت میں اور باوجود اس کے کہ کوئی عذر شرعی بھی نہ ہو، نمازِ میت کے لیئے تیمم کرنا جائز ہے مگر احتیاطاً صرف اسی صورت میں تیمم کیا جائے جبکہ وضو کے لیئے پانی دستیاب نہ ہو یا کوئی عذر موجود ہو، یا نماز فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو۔

احتیاطاً نمازِ جنازہ کے درمیان بات نہ کرنا چاہیئے۔

ایک میّت پر متعدد بار نمازِ جنازہ پڑھنا جائز ہے خواہ بار بار نماز پڑھنے والا ایک ہی شخص ہو یا اُس پر کئی بار نمازِ میّت با جماعت ادا کی جائے لیکن عام میّتوں کے لئے یہ تعددِ نماز مکروہ ہے (عبادات میں مکروہ سے مراد یہ ہے کہ اس کا ثواب نسبتہً کم ہوگا مگر ثواب ملیگا ضرور) پھر یہ کراہت بھی نہ ہوگی اگر میّت اہلِ علم و شرف و تقویٰ سے ہو۔

نمازِ میّت دفن سے پہلے پڑھنا واجب ہے، لیکن اگر اتفاقاً بغیر نماز کے میّت دفن کر دی جائے یا نماز جو پڑھی جا چکی ہے اُس کے باطل ہونیکا یقین ہو جائے تو پھر قبر ہی کے سامنے نمازِ میّت پڑھنا واجب ہے اسکے لئے قبر کو کھودنا اور میّت کا نکالنا جائز نہیں۔ قبر پہ نماز پڑھنے کے اس حکم میں وقت اور زمانہ کی کوئی قید نہیں۔ مگر ضروری ہے کہ اس قدر زمانہ نہ گذرا ہو کہ میّت کا بدن قبر میں باقی نہ رہے۔

جس میّت کی نمازِ جنازہ دفن سے قبل باقاعدہ پڑھی جا چکی ہو قبر پر دوبارہ نمازِ میّت پڑھی جا سکتی ہے مگر صرف ایک دن اور رات تک پھر اس کے بعد احوط ترک ہے۔

نمازِ میّت میں شریک ہونے کے لیئے مبادرت کرنا اور اسے دوسرے کام پر مقدم کرنا مستحب ہے اگر نمازِ فریضہ کی فضیلت کا وقت تنگ نہ ہو تو نمازِ میّت کو اُس پر بھی مقدم کر دینا مستحب ہے۔

داب نمازِ جنازہ نمازِ جنازہ میں جو امور مستحب ہیں وہ حسب ذیل ہیں :-

ا نمازی حَدَث اور خَبَث سے پاک ہو (۲) پیشنماز یا منفرد مصلّی
ِانی میّت کے وسط کے مقابلہ پر کھڑا ہو اگر زنانی میت کے سینے کے
ابل (۳) نماز پڑھنے والا ننگے پیر ہو۔ جرّاب میں کوئی حرج نہ ہوگا۔
ِنا اور اسی قسم کی کوئی دوسری چیز پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے (۴) تکبیر
ے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھائے (۵) جنازے کے
ِدیک کھڑا ہو کہ اگر ہوا چلے تو امام یا منفرد نمازی کا دامن اُڑ کر جنازے
ہ لگ جائے (۶) امام تکبیروں اور دعاؤں کو بلند آواز سے پڑھے اور
وم یا ماموین آہستہ پڑھیں (۷) ایسے مقام پر نمازِ میّت ادا کیجائے
ماں نمازیوں کی کثرت متوقع ہو اور جہاں عام طور پر نماز ادا کیجاتی
ِ تاکہ لوگ آسانی سے زیادہ تعداد میں شرکت کریں (۸) مساجد
ں نمازِ میّت پڑھنا مکروہ ہے سوائے مسجد الحرام کے کہ وہاں مکروہ
ہیں ہے (۹) جماعت کے ساتھ نمازِ میّت میں بے حد ثواب ہے (۱۰)
موم امامت کرنے والے شخص کے برابر نہ کھڑا ہو بلکہ عقب میں ہو (۱۱) میّت
قبلہ مومنین کے لیئے زیادہ دعائیں اور استغفار کیا جائے (۱۲) نماز
ے قبل اَلصَّلٰوۃَ اَلصَّلٰوۃ تین مرتبہ کہنا مستحب ہے، (۱۳) امام اور ماموم

نماز کے بعد اپنی جگہ پر اُس وقت تک کھڑا رہے جب تک وہاں سے میّت کو اٹھا
نہ لیا جائے خصوصاً میّت نماز کے لیئے اِس کی زیادہ تاکید ہے۔

دفنِ میّت کے احکام

میّت کو اس طرح زمین میں گہرا دفن کرنا کہ وہ درندوں سے محفوظ ہوجائے اور اُس کی بدبو
لوگوں کو اذیت نہ ہو، واجبِ کفائی ہے اور بجائے دفن کرنے کے کسی
صندوق یا عمارت وغیرہ میں محفوظ کردینا جائز نہیں ہے جبکہ زمین پر
دفن کرنے پر قدرت حاصل ہو۔ البتہ اگر زمین میں دفن کرنا ممکن ہی
ہو تو ایسا کیا جاسکتا ہے۔

واجب ہے کہ میّت کو اُسکے داہنے پہلو پر قبلہ رخ دفن کیا جائے
پاکستان اور ہندوستان میں اِس طرح کہ میّت کا سر شمال کی طرف ہو اور
پاؤں جنوب کی سمت ہوں۔ اگر بحری جہاز میں کوئی مسافر مرجائے تو اُسکا
غسل وکفن، حنوط اور نمازِ جنازہ کے بعد کسی محفوظ صندوق وغیرہ میں بند
کرکے اسکو حتی الامکان قبلہ رخ کرکے سمندر میں ڈال دیا جائے۔

یہ حکم اس صورت میں ہے جب لاش کو اسقدر روکا نہ جاسکے کہ
خشکی تک پہنچ سکے اور میّت کو زمین میں دفن کرنا ممکن ہوجائے۔

میّت کو دفن کرتے یا سمندر میں ڈالتے کیلئے نیتِ قربت کرنا
نہیں ہے بلکہ اگر کوئی سمجھدار نابالغ بچہ بھی دفن کردے تو وجوب کفا

دا ہو جائیگا بشرطیکہ اسکا یقین ہو جائے کہ اس بچے نے شرعاً صحیح طور
پر تدفین کے امور انجام دیئے ہیں۔

اگر کہیں اس کا خوف ہو کہ درندے میت کو قبر سے نکال لیں گے
و اس قبر کو مسالوں سے خوب مستحکم کر دینا واجب ہو گا۔

تدفین یا دریا میں ڈالنے کے تمام ضروری اخراجات میت کے
اصل ترکہ سے وصول کیئے جائیں گے۔ دفن کرنے میں بھی ولیِ میت سے
اجازت لینا شرط ہے۔

اگر سمتِ قبلہ مشتبہ ہو تو ظن پر عمل ہو گا اور وہ بھی نہ ہو تو
استقبالِ قبلہ کی شرط ساقط ہے۔

جو بچہ زنا سے متولد ہوا ہو اگر اسکے ماں باپ دونوں یا ان
میں سے کوئی ایک مسلمان ہے تو اس کا حکم بھی وہی ہو گا جو مسلمان کا ہے۔

مسلمان کو کفار کے مقبرے میں دفن کرنا حرام ہے، اسی طرح
کافر کو بھی مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کرنا حرام ہو گا۔ نیز مسلمان کو
کسی ایسے مقام پر بھی دفن کرنا جائز نہیں ہے جو اس کے لیئے ہتکِ
حرمت کا موجب ہو۔

غصبی جگہ میں بھی میت کو دفن کرنا حرام ہے اور ایسی موقوفہ
اراضی میں بھی جو دفن کے سوا دیگر مقاصد کے لیئے وقف کی گئی ہو اس

بنا پر مساجد اور مدرسوں میں دفن کرنا جائز نہیں ہے۔ نیز کسی دوسرے کی قبر میں بھی دفن کرنا جائز نہیں جبکہ اُس قبر کی میت کے کچھ آثار باقی ہوں اور پوری طرح خاک نہ ہو چکی ہو۔

بدنِ میت کے تمام اور ہر طرح کے اجزاء اور حصوں کا دفن کرنا واجب ہے، جیسے بال، ناخن اور دانت وغیرہ البتہ زندہ شخص کے دانتوں اور ناخنوں کو دفن کرنا واجب نہیں ہے لیکن یہ مستحب ہے کہ انھیں محفوظ رکھا جائے اور جب وہ شخص مرجائے تو ان چیزوں کو اُسکے ساتھ دفن کر دیا جائے۔

اگر کوئی شخص کنویں کے اندر گر جائے اور لاش نکل نہ سکے تو اُس کنویں کو پاٹ دینا اور اُسے اِس شخص کی قبر قرار دیدینا واجب ہے۔

اگر کسی عورت کے پیٹ میں بچہ مر گیا ہو اور خود عورت زندہ ہو تو اس بچہ کی لاش کو مناسب طور پر نکال لینا واجب ہے خواہ لاش کو کاٹنا ہی پڑے نیز واجب ہے کہ نکالنے کا یہ عمل عورتیں انجام دیں یا اس کا شوہر۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر کوئی محرم مرد اِس کام کو پورا کرے اور اگر وہ بھی نہ ہو تو بدرجہ مجبوری غیر لوگ انجام دے سکتے ہیں تاکہ اس عورت کی جان بچائی جا سکے۔ لیکن اگر عورت مرگئی ہو اور بچہ اس کے شکم میں زندہ ہو تو اس بچہ کو پوری احتیاط کے ساتھ نکال لینا واجب ہوگا خواہ مردہ عورت کا پیٹ چاک کرنا پڑے پھر ایسی صورت میں

اُسکے پیٹ کو بائیں طرف سے چاک کیا جائے اور بچہ کو نکال لیا جائے پھر اس جگہ کو سی دیا جائے۔

دفن کے وقت اور اس سے قبل و بعد کے مستحبات

اس سلسلہ میں چند امور مستحب ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) قبر کی گہرائی آدمی کی معتدل قامت کے برابر ہو یا کم از کم اسکی ہنسلی کے برابر گہری ہو (۲) قبلہ کی سمت لحد یعنی بغلی قبر اس قدر طول و عرض اور وسعت کے ساتھ کھودیں کہ اس میں آدمی بآسانی بیٹھ سکے۔ بغلی قبر اُس زمین میں کھودی جا سکتی ہے جو نرم نہ ہو کہ گر جائے اور اگر نرم زمین ہو تو پھر بغلی قبر کے بجائے صندوقی قبر کھودی جائے اور بہتر ہے کہ اُس کے درمیان ایک چھوٹی سی نہر کی طرح کھودیں اور اُس میں لاش کو قبلہ رخ رکھیں (۳) میت کو کسی قریبی مقبرے میں دفن کریں بشرطیکہ دور کے مقبرے میں کوئی خاص فضیلت ہو (۴) جب میت کو دفن کے لیئے قبر کے قریب لائیں تو قبر سے دو تین ہاتھ یا کچھ زیادہ فاصلہ پہ اسے رکھ دیں پھر وہاں سے اٹھا کر تھوڑا آگے زمین پر رکھیں پھر تیسری مرتبہ ایسی صورت میں کہ وہ مرد کی میت ہو اُسکو قبر کے پائنتی رکھیں اور عورت کی میت ہو تو اس کو قبلہ کی طرف عرض میں قبر سے متصل رکھیں پھر وہاں سے اٹھا کر پہلی شکل میں مرد کی میت کو قبر کی پائینتی سے

سر کے بھل آہستہ آہستہ اُس میں لیجائیں اور دوسری شکل میں عورت کی میت کو عرض (چوڑائی) میں اسی طرح قبر میں اتاریں اور پردہ کرلیں۔

عورت کی میت کو اُس کا شوہر اتارے اگر وہ موجود ہے یا وہ شخص اتارے جو اس عورت کا محرم ہو۔ اگر یہ لوگ نہ ہوں تو اس کا کوئی دوسرا رشتہ دار خواہ وہ عورت ہو یا اگر عورت نہ ہو تو مرد ہو۔ اگر یہ بھی نہ ہوں تو دوسری غیر رشتہ دار عورت ورنہ دوسرا غیر رشتہ دار نیک اور پارسا مرد اُس عورت کی میت کو قبر میں اتارے۔ لیکن مرد کی میت کے لئے مستحب ہے کہ اسے غیر رشتہ دار لوگ قبر میں اتاریں۔

صندوق وغیرہ سے قبر میں اتارنے کیلئے میت کو نکالتے وقت کہیں:۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِلٰى رَحْمَتِكَ لَا اِلٰى عَذَابِكَ اَللّٰهُمَّ افْسَحْ لَهٗ فِىْ قَبْرِهٖ وَلَقِّنْهُ فِىْ حُجَّتِهٖ وَثَبِّتْهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ وَقِنَا وَاِيَّاهُ عَذَابَ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَزَلَ بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ۔ اگر عورت کی میت ہو تو تمام ضمیریں مونث لائی جائیں گی سوائے "مَنْزُوْلٍ بِهٖ" کے کہ اس میں ضمیر مذکر اسی طرح باقی رہے گی۔

میّت کو قبر کے اندر رکھدینے کے بعد کفن کے بند کھول دیتے

ہیں اور یہ کام میّت کے سر کی طرف سے شروع کریں۔ میّت کا

چہرہ بھی کھولدیں اور اُس کا رخسارہ زمین پر رکھ دیں۔ نیز اُس کے

سرہانے مٹی کا ایک تکیہ سا بنا دیں جس پر اُس کا سر رکھیں۔ مُنہ کے

سامنے ڈھیلہ خاکِ پاک یا سجدہ گاہ رکھدیں اس طرح کہ آلودہ ہونے

کا اندیشہ نہ ہو۔

مستحب ہے کہ میّت کو قبر میں اتارنے والا شخص پاک اور با وضو ہو

ننگے سر اور ننگے پیر ہو، جرابیں بھی نہ ہوں مگر مجبوری کی حالت میں کوئی

حرج نہ ہوگا۔

کپڑوں کے بٹن اور تکمے کھلے ہوئے ہوں۔ میّت کو جب قبر میں لٹایا

جائے تو داہنی کروٹ پر قبلہ رخ رکھنا واجب ہے، جیسا کہ اِس سے قبل

ذکر کیا جا چکا ہے ساتھ ہی مستحب ہے، کہ اسکی پشت کی طرف مٹی کا

بڑا ڈھیلا رکھ دیا جائے تاکہ میّت لشتع کے بل سیدھی نہ ہو جائے

بلکہ قبلہ رخ ہی باقی رہ سکے۔

قبر بند کرنے کے قبل بھی تلقین پڑھنا مستحب ہے، اسکی صورت

یہ ہے کہ جو شخص قبر میں داخل ہو وہ میّت کے ایک جانب کھڑا ہو اور

اس طرح نہ کھڑا ہو کہ میّت اُسکے دونوں پیروں کے درمیان ہو جائے

پھر اپنے دونوں ہاتھ قینچی کی طرح کر کے اپنے داہنے ہاتھ سے میت کے
داہنے شانے کو اور اپنے بائیں ہاتھ سے میت کے بائیں شانے کو پکڑ لے
اور تلقین کے دوران اچھی طرح حرکت دیتا رہے خواہ وہ خود ہی قبر کے اندر تلقین
پڑھتا رہے یا کوئی دوسرا شخص قبر کے اوپر پڑھے۔

مرد کی تلقین

اِسْمَعْ اِفْهَمْ اِسْمَعْ اِفْهَمْ اِسْمَعْ اِفْهَمْ یافلاں بن فلاں
(اس جگہ میت کا نام اور اسکے والد کا نام لے)
هَلْ اَنْتَ عَلَی الْعَهْدِ الَّذِیْ فَارَقْتَنَا عَلَیْهِ مِنْ شَهَادَةِ
اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَسَیِّدُ النَّبِیِّیْنَ
وَخَاتَمُ الْمُرْسَلِیْنَ وَ اَنَّ عَلِیًّا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَیِّدُ الْوَصِیِّیْنَ
وَاِمَامٌ اِفْتَرَضَ اللّٰهُ طَاعَتَهٗ عَلَی الْعَالَمِیْنَ وَ اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ
وَعَلِیَّ ابْنَ الْحُسَیْنِ وَمُحَمَّدَ ابْنَ عَلِیٍّ وَجَعْفَرَ ابْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوْسَی ابْنَ
جَعْفَرٍ وَعَلِیَّ ابْنَ مُوْسٰی وَمُحَمَّدَ ابْنَ عَلِیٍّ وَعَلِیَّ ابْنَ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنَ
ابْنَ عَلِیٍّ وَالْقَائِمَ الْحُجَّةَ الْمَهْدِیَّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ اَئِمَّةُ
الْمُؤْمِنِیْنَ وَحُجَجُ اللّٰهِ عَلَی الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ وَ اَئِمَّتُكَ اَئِمَّةُ هُدًی

اَبۡرَارُ یا فلاں بن فلاں (اس جگہ پھر میت اور اسکے والد کا نام لے)
اِذَا اَتَاكَ الْمَلَكَانِ الْمُقَرَّبَانِ رَسُوْلَيْنِ مِنْ عِنْدِ اللهِ تَبَارَكَ
وَتَعَالٰی وَ سَئَلَاكَ عَنْ رَبِّكَ وَعَنْ نَبِيِّكَ وَعَنْ دِيْنِكَ وَعَنْ
كِتَابِكَ وَعَنْ قِبْلَتِكَ وَعَنْ اَئِمَّتِكَ فَلَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ
وَقُلْ فِیْ جَوَابِهِمَا اَللهُ جَلَّ جَلَالُهٗ رَبِّیْ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ نَبِيِّیْ وَالْاِسْلَامُ دِيْنِیْ وَالْقُرْاٰنُ كِتَابِیْ وَالْكَعْبَةُ
قِبْلَتِیْ وَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْطَالِبٍ اِمَامِیْ وَالْحَسَنُ
ابْنُ عَلِیٍّ اِلْمُجْتَبٰی اِمَامِیْ وَالْحُسَيْنُ ابْنُ عَلِیٍّ نِ الشَّهِيْدُ بِكَرْبَلَاءَ
اِمَامِیْ وَعَلِیٌّ زَيْنُ الْعَابِدِيْنَ اِمَامِیْ وَمُحَمَّدُ ابْنُ عَلِیٍّ بَاقِرُ
عِلْمِ النَّبِيِّيْنَ اِمَامِیْ وَجَعْفَرُ الصَّادِقُ اِمَامِیْ وَمُوْسَى الْكَاظِمُ
اِمَامِیْ وَعَلِیُّ نِ الرِّضَا اِمَامِیْ وَمُحَمَّدُ نِ الْجَوَادُ اِمَامِیْ وَعَلِیُّ نِ الْهَادِیْ
اِمَامِیْ وَالْحَسَنُ الْعَسْكَرِیُّ اِمَامِیْ وَالْحُجَّةُ الْمُنْتَظَرُ اِمَامِیْ هٰؤُلَاءِ
صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ اَئِمَّتِیْ وَسَادَتِیْ وَقَادَتِیْ
وَشُفَعَائِیْ بِهِمْ اَتَوَلّٰی وَمِنْ اَعْدَائِهِمْ اَتَبَرَّءُ فِی الدُّنْيَا
وَالْاٰخِرَةِ ثُمَّ اعْلَمْ یا فلاں بن فلاں (اس جگہ پھر میت اور اسکے والد کا نام لے)
اِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی نِعْمَ الرَّبُّ وَاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَاٰلِهٖ نِعْمَ الرَّسُوْلُ وَاَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْطَالِبٍ

وَاَوْلَادُہُ الْاَئِمَّۃَ الْاَحَدَ عَشَرَ نِعْمَ الْاَئِمَّۃُ وَاَنَّ مَا جَاءَ
مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ حَقٌّ وَاَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَسُؤَالَ
مُنْکَرٍ وَنَکِیْرٍ فِی الْقَبْرِ حَقٌّ وَالْبَعْثَ حَقٌّ وَالنُّشُوْرَ حَقٌّ وَالصِّرَاطَ
حَقٌّ وَالْمِیْزَانَ حَقٌّ وَتَطَایُرَ الْکُتُبِ حَقٌّ وَالْجَنَّۃَ حَقٌّ وَالنَّارَ
حَقٌّ وَاَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَّا رَیْبَ فِیْھَا وَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ مَنْ
فِی الْقُبُوْرِ اَفَھِمْتَ یَا فُلَاں (میت کا نام) ثَبَّتَکَ اللّٰہُ بِالْقَوْلِ
الثَّابِتِ ھَدَاکَ اللّٰہُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ عَرَّفَ اللّٰہُ بَیْنَکَ
وَبَیْنَ اَوْلِیَائِکَ فِیْ مُسْتَقَرٍّ مِّنْ رَّحْمَتِہٖ ۔ اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ
عَنْ جَنْبَیْہِ وَاصْعَدْ بِرُوْحِہٖ اِلَیْکَ وَلَقِّہٖ مِنْکَ بُرْھَانًا
اَللّٰھُمَّ عَفْوَکَ عَفْوَکَ ۔

عورت کی تلقین

اگر میت عورت کی ہو تو اس طرح تلقین پڑھی جائے :۔

اِسْمَعِیْ اِفْھَمِیْ اِسْمَعِیْ اِفْھَمِیْ اِسْمَعِیْ اِفْھَمِیْ یَا فُلَانَۃ بِنْتَ فُلَاں
(یہاں میت اور اسکے والد کا نام لیا جائے) ھَلْ اَنْتِ
عَلَی الْعَھْدِ الَّذِیْ فَارَقْتِنَا عَلَیْہِ مِنْ شَھَادَۃِ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَسَیِّدُ النَّبِیِّیْنَ وَخَاتِمُ الْمُرْسَلِیْنَ وَاَنَّ عَلِیًّا
اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَسَیِّدُ الْوَصِیِّیْنَ وَاِمَامٌ اِفْتَرَضَ اللّٰهُ طَاعَتَهٗ
عَلَی الْعَالَمِیْنَ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَعَلِیَّ ابْنَ الْحُسَیْنِ وَ
مُحَمَّدَ ابْنَ عَلِیٍّ وَجَعْفَرَ ابْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوْسَی ابْنَ جَعْفَرٍ وَعَلِیَّ
ابْنَ مُوْسٰی وَمُحَمَّدَ ابْنَ عَلِیٍّ وَعَلِیَّ ابْنَ مُحَمَّدٍ وَالْحَسَنَ ابْنَ
عَلِیٍّ وَالْقَائِمَ الْحُجَّةَ الْمَهْدِیَّ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِمْ اَئِمَّةُ
الْمُؤْمِنِیْنَ وَحُجَجُ اللّٰهِ عَلَی الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ وَاَئِمَّتُكَ اَئِمَّةُ
هُدًی اَبْرَارٌ یا فلان بنتِ فلاں (اس جگہ پھر میت اور اسکے والد کا نام لے)
اِذَا اَتَاكَ الْمَلَكَانِ الْمُقَرَّبَانِ رَسُوْلَیْنِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
تَبَارَكَ وَتَعَالٰی وَسَئَلَاكَ عَنْ رَبِّكِ وَعَنْ نَبِیِّكِ وَعَنْ دِیْنِكِ
وَعَنْ كِتَابِكِ وَعَنْ قِبْلَتِكِ وَعَنْ اَئِمَّتِكِ فَلَا تَخَافِیْ وَلَا
تَحْزَنِیْ وَقُوْلِیْ فِیْ جَوَابِهِمَا اَللّٰهُ جَلَّ جَلَالُهٗ رَبِّیْ وَمُحَمَّدٌ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ نَبِیِّیْ وَالْاِسْلَامُ دِیْنِیْ وَالْقُرْاٰنُ كِتَابِیْ
وَالْكَعْبَةُ قِبْلَتِیْ وَاَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْطَالِبٍ اِمَامِیْ
وَالْحَسَنُ ابْنُ عَلِیٍّ نِ الْمُجْتَبٰی اِمَامِیْ وَالْحُسَیْنُ ابْنُ عَلِیٍّ نِ الشَّهِیْدُ
بِكَرْبَلَاءَ اِمَامِیْ وَعَلِیٌّ زَیْنُ الْعَابِدِیْنَ اِمَامِیْ وَمُحَمَّدُ ابْنُ عَلِیٍّ
بَاقِرُ عِلْمِ النَّبِیِّیْنَ اِمَامِیْ وَجَعْفَرُ نِ الصَّادِقُ اِمَامِیْ وَمُوْسَی الْكَاظِمُ

اِمَامِی وَ عَلِیُّ بْنُ الرِّضَا اِمَامِی وَ مُحَمَّدُ بْنُ الْجَوَادُ اِمَامِی وَ عَلِیُّ بْنُ الْهَادِیُ
اِمَامِی وَالْحَسَنُ الْعَسْکَرِیُّ اِمَامِی وَالْحُجَّۃُ الْمُنْتَظَرُ اِمَامِی ھٰؤُلَاءِ
صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ اَئِمَّتِی وَسَادَتِی وَقَادَتِی وَشُفَعَائِی
بِھِمْ اَتَوَلّٰی وَمِنْ اَعْدَائِھِمْ اَتَبَرَّءُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ثُمَّ اِعْلَمِی
یا فُلاں بنتِ فلاں (اس جگہ پھر میت کا اور اسکے والد کا نام لے)
اَنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی نِعْمَ الرَّبُّ وَاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَاٰلِہٖ نِعْمَ الرَّسُوْلُ وَاَنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ
وَاَوْلَادَہُ الْاَئِمَّۃَ الْاَحَدَ عَشَرَ نِعْمَ الْاَئِمَّۃُ وَاَنَّ مَاجَاءَ
بِہٖ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ حَقٌّ وَاَنَّ الْمَوْتَ حَقٌّ وَسُؤَالَ
مُنْکَرٍ وَنَکِیْرٍ فِی الْقَبْرِ حَقٌّ وَالْبَعْثَ حَقٌّ وَالنُّشُوْرَ حَقٌّ وَالصِّرَاطَ
حَقٌّ وَالْمِیْزَانَ حَقٌّ وَتَطَایُرَ الْکُتُبِ حَقٌّ وَالْجَنَّۃَ حَقٌّ وَالنَّارَ
حَقٌّ وَاَنَّ السَّاعَۃَ اٰتِیَۃٌ لَارَیْبَ فِیْھَا وَاَنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ
مَنْ فِی الْقُبُوْرِ اَفَھِمْتِ **یا فلاں (یہاں عورت کا نام لے)**
ثَبَّتَکِ اللّٰہُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ ھَدَاکِ اللّٰہُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
عَرَّفَ اللّٰہُ بَیْنَکِ وَبَیْنَ اَوْلِیَائِکِ فِیْ مُسْتَقَرٍّ مِّنْ رَّحْمَتِہٖ
اَللّٰھُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَیْھَا وَاصْعَدْ بِرُوْحِھَا اِلَیْکَ وَ
لَقِّھَا مِنْکَ بُرْھَانًا اَللّٰھُمَّ عَفْوَکَ عَفْوَکَ۔

دیگر مستحب امور جس شخص نے میت کو قبر میں اتارا ہو وہ تلقین کے بعد قبر کے پائنتی سے باہر نکلے کہ وہی دروازہ قبر ہے۔ پھر سرہانے کی طرف سے قبر کو بند کرنا شروع کیا جائے۔ اگر مرد کی میت ہو تو قبر کو بند کرتے وقت یہ دعا پڑھیں :۔

اَللّٰهُمَّ صِلْ وَحْدَتَهُ وَاٰنِسْ وَحْشَتَهُ وَاٰمِنْ رَوْعَتَهُ وَاَسْكِنْ اِلَيْهِ مِنْ رَحْمَتِكَ رَحْمَةً تُغْنِيهِ بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ فَاِنَّمَا رَحْمَتُكَ لِلظَّالِمِيْنَ۔ اگر عورت کی میت ہے تو اس طرح کہے۔

اَللّٰهُمَّ صِلْ وَحْدَتَهَا وَاٰنِسْ وَحْشَتَهَا وَاٰمِنْ رَوْعَتَهَا وَاَسْكِنْ اِلَيْهَا مِنْ رَحْمَتِكَ رَحْمَةً تُغْنِيهَا بِهَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ فَاِنَّمَا رَحْمَتُكَ لِلظَّالِمِيْنَ۔

مستحب ہے کہ سوائے قریبی رشتہ داروں کے دوسرے لوگ ہاتھ کی پشت سے قبر میں تین تین بار مٹی ڈالیں اور یہ کہتے رہیں :۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ جَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ وَاَصْعِدْ اِلَيْكَ بِرُوْحِهِ وَلَقِّهِ مِنْكَ رِضْوَانًا۔ پھر یہ بھی کہے۔

اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَللّٰهُمَّ زِدْنَا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا۔

مستحب ہے کہ قبر کو چار باہم ملی ہوئی یا کھلی ہوئی انگلیوں کے برابر بلند رکھا جائے نیز اُسے مربّع (چوکور) اور مُسطّح (برابر) بنایا جائے کیونکہ قبر کی تسنیم (درمیانی حصّہ اونٹ کے کوہان کی طرح اٹھا ہوا ہونا) مکروہ ہے بلکہ تسنیم کا ترک کر دینا ہی احوط ہے۔ یہ بھی مستحب ہے کہ قبر پر کوئی نشان اور علامت بنا دی جائے اور قبر بنا کر اُس پر پانی چھڑکا جائے اور اَولیٰ ہے کہ پانی چھڑکنے والا رو بقبلہ کھڑا ہو کر قبر کے سرہانے سے پانی چھڑکنے کی ابتدا کرے اور پائینتی سے ہوتا ہوا گھوم کر پھر سرہانے کی طرف جائے اور جو پانی بچ جائے اسکو قبر کے وسط میں ڈال دے نیز اگر ممکن ہو سکے تو چالیس روز یا چالیس ماہ تک پانی چھڑکا جائے۔ پھر پانی کو چھڑکنے کے بعد تمام حاضرین اپنے ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ کر کے اور اس طرح تھوڑا زور دیکر قبر پر رکھیں کہ اُن کا نشان باقی رہے نیز قبلہ رو بیٹھیں اور میّت کے سرہانے کی طرف اسکے بعد سات مرتبہ سُورۂ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ پڑھیں، میّت کے لیے استغفار کریں اور دیگر مناسب دعائیں پڑھیں۔

یہ استحباب صرف دفن کے بعد کی اس صورتِ حال ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ جب کبھی کسی مومن کی قبر کو دیکھیں تو اسی طرح دعائیں پڑھیں، مومنین اور میّت کے لیے استغفار کریں۔

یہ بھی مستحب ہے کہ خود ولیِ میّت یا جسکو وہ اجازت دے، جب لوگ کچھ دور چلے جائیں تو وہ قبر کے سرہانے بیٹھ کر بآوازِ بلند وہی تلقین پڑھے جو بیان کی جا چکی ہے۔ اسطرح تلقین پڑھنا چار موقعوں پر مستحب ہے۔
(۱) احتضار کے وقت (۲) تکفین کے بعد (۳) جب لاش کو قبر میں لٹا دیں (۴) جب لوگ فاتحہ وغیرہ پڑھ کر کچھ دور چلے جائیں۔
اس موقع پر مستحب ہے کہ تلقین پڑھنے کے وقت روبقبلہ ہوں اور اپنا منہ میّت کے سرہانے کی طرف قبر سے بہت ہی نزدیک رکھیں اور قبر کو اپنے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ میّت کا نام کسی تختی پر لکھ کر قبر پہ لگا دیں مستحباتِ دفن میں یہ بھی شامل ہے کہ میّت کے منہ میں عقیق رکھ دیا جائے جس پر لکھا ہو:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبِّیْ مُحَمَّدٌ نَبِیِّیْ عَلِیٌّ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَعَلِیٌّ وَمُحَمَّدٌ وَجَعْفَرٌ وَمُوْسیٰ وَعَلِیٌّ وَمُحَمَّدٌ وَعَلِیٌّ وَالْحَسَنُ وَالْحُجَّۃُ الْقَائِمُ اَئِمَّتِیْ۔

نیز قبر پر سنگریزے رکھے جائیں اور بہتر ہے کہ وہ سرخ رنگ کے ہوں۔ سُنّت ہے کہ میّت کے پسماندگان کو تسکین اور دلاسا دیں اور تعزیت ادا کریں۔ دفن کے قبل، دفن کے بعد یا جس جگہ جیسی رسم ہو اُسکے مطابق۔ اس تعزیت اور تسکین کے لیئے کوئی خاص عبارت وغیرہ معیّن نہیں ہے اور

یہ بھی لازم نہیں ہے کہ کچھ کہے بھی بلکہ ثواب تعزیت میں صرف اس قدر کافی ہے کہ اہل مصیبت تعزیت اداکرنے والے کو دیکھ لیں۔ لیکن اگر موت کو اسقدر زمانہ گزر چکا ہو کہ میت کے پسماندگان غم کو بھول گئے ہوں تو ایسی صورت میں تعزیت سے گریز کرنا بہتر ہے تاکہ اُن کا غم تازہ نہ ہو جائے۔

مستحب ہے کہ لوگ میت کے گھروالوں کے لیئے موت سے تین دن تک کھانا بھیجیں اور یہ امر مکروہ ہے کہ کھانا بھیجنے والا خود بھی اُس کھانے میں شرکت کرے۔

یہ بھی مستحبات میں داخل ہے کہ کم ازکم پچاس آدمی اس میت کے لیئے حسب ذیل الفاظ شہادت اداکریں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْهُ اِلَّا خَیْرًا (مرد کے لئے)

اور اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْھَا اِلَّا خَیْرًا (عورت کے لئے)

مومن کی میت پر گریہ کرنا بھی مستحب ہے، اور موجب ثواب عظیم ہے اس کے ساتھ ہی صبر کرنا اور محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کے مصائب کو یاد کر کے اپنے آپ کو تسکین دینا بھی مستحب ہے، (یہ یاد رہے کہ میت پر گریہ کرنا صبر کے منافی نہیں ہے) یہ بھی مستحب ہے کہ جب اپنی مصیبت کا خیال آئے تو بار بار اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہے قبور مومنین کی زیارت اور اُن پر سلام کرنا بھی مستحب ہے، اور بہتر ہے کہ اِس طرح سلام کرے:

اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رَحِمَ اللّٰہُ الْمُتَقَدِّمِیْنَ مِنْکُمْ وَالْمُتَأَخِّرِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ۔

اور یہ بھی کہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِنْ اَھْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کَیْفَ وَجَدْتُمْ قَوْلَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بِحَقِّ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِغْفِرْ لِمَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَۃِ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ

اسی طرح مستحب ہے کہ مُردوں کے لیئے تلاوتِ قرآن اور طلبِ مغفرت کثرت کے ساتھ کرے اور اس غرض سے قبرستانوں میں جایا کرے خواہ کسی روز بھی جائے۔ خصوصاً دوشنبہ اور پنجشنبہ کو، اور خاص طور پر پنجشنبہ کو عصر کے وقت نیز ہفتہ کے روز صبح کو۔

۱ قبرستان میں بغرضِ زیارتِ قبورِ مومنین جانا سب کے لیئے مستحب ہے، خواہ مرد ہو یا عورت ہو بشرطیکہ وہ قبروں کو دیکھ کر اضطراب کا اظہار نہ کرے اور صبر سے کام لے۔

بہتر ہے کہ زیارتِ قبور کے لیئے آنے والا قبر پر ہاتھ کی انگلیاں رکھے اور قبلہ رخ ہو پھر سات مرتبہ سورۂ قدر پڑھے اور سورۂ یٰسین نیز

تین بار آیۃ الکرسی (ھُمْ فِیھَا خَالِدُوْنَ تک احتیاطاً) کی تلاوت کرے
ماں باپ کی قبروں کے پاس اللہ سے اپنی حاجتیں طلب کرے۔
رشتہ داروں کو باہم قریب قریب دفن کیا جائے اور دفن کی شب
میں نمازِ ہدیۂ میت پڑھی جائے جو دو رکعت ہے۔ اسکی مشہور ترتیب
ہے: پہلی رکعت میں سورۂ حمد کے بعد آیۃ الکرسی (احتیاطاً ھُمْ فِیھَا خَالِدُوْن
تک) ایک بار، پھر دوسری رکعت میں سورۂ حمد کے بعد دس بار سورۂ
قدر پڑھے پھر نماز تمام کرے اور کہے:
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّابْعَثْ ثَوَابَھُمَا اِلٰی قَبْرِ
فلاں بن فلاں (یہاں میت اور اُس کے والد کا نام لے) اگر اُس کا یا
اُس کے باپ کا نام معلوم نہ ہو تو صرف اشارہ اور نیت کافی ہے۔
ایک شخص کی طرف سے صرف ایک نمازِ ہدیۂ میت کافی ہے اور
چالیس ۴۰ اشخاص پڑھیں تو بہتر ہے۔ یہ بھی جائز ہے کہ ایک ہی آدمی متعدد
مرتبہ پڑھے۔
اس نماز کو دفن کی پوری رات میں کسی وقت بھی پڑھا جاسکتا
ہے لیکن ابتدائے شب میں نمازِ مغرب و عشاء کے درمیان یا عشاء کے بعد
پڑھنا اولیٰ ہے۔
یہ نماز با اجرت بھی پڑھوائی جاسکتی ہے۔ اگر میت کو علتباً

عالیات کی طرف لے جانے کیلئے سونپ دیا گیا ہو تو نمازِ ہدیۂ میت اُس وقت پڑھنا چاہیئے جب اُسے ان مقامات پر منتقل کر کے دفن کر دیا جائے۔

میت کی طرف سے نماز اور روزے کی قضا

میت کے ذمہ جو کچھ نمازیں اور روزے قضا ہوں ان کو ادا کرنا اُس کے بڑے لڑکے پر واجب ہے چاہے وہ خود ادا کرے یا کسی کو اجرت دیکر ادا کرا دے۔ خواہ میت باپ ہو یا ماں ہو۔ بیٹی پر واجب نہیں ہے اگر میت کے بڑے لڑکے پر خود اپنی بھی نمازیں اور روزے قضا ہوں جب بھی وہ ماں باپ کی نمازیں اور روزے ادا کر سکتا ہے۔ نیز اگر کوئی شخص کسی میت کی طرف سے تبرعاً نمازیں اور روزے ادا کرنا چاہے تو یہ بھی جائز ہے اور موجبِ ثواب ہے۔ اگر کسی میت کا بڑا بیٹا موجود نہ ہو تو احتیاطاً وہ بیٹا ادا کرے جو اسکے بعد سب سے بڑا ہو اور اسی ترتیب سے دوسرے بیٹے ادا کریں۔

مکروہاتِ دفن

دفنِ میت سے متعلق چند امور مکروہ ہیں جو حسب ذیل ہیں:- (۱) دو میتوں کو ایک ساتھ دفن کرنا بلکہ اس کا ترک کرنا ہی احوط ہے۔ اور اگر کسی موقع پر ایسا کرنا ہی پڑے تو دونوں کے بیچ میں کسی چیز کو حائل کر دیا جائے (۲) قبر کے اندرونی فرش کو مسالے وغیرہ سے پختہ کرنا مگر جبکہ زمین اس قسم کی ہو کہ فرش کو پختہ کرنا ضروری

ہوجائے۔ لیکن قبر کو اوپر سے پختہ بنانے میں کوئی حرج نہیں مگر بعض علماء کے نزدیک یہ بھی مکروہ ہے (۳) بیٹے کی قبر میں باپ کا اترنا بلکہ اس رشتہ دار یا غیر کا بھی قبر میں اترنا مکروہ ہے جو صبر نہ کر سکے اور بعض علماء کے نزدیک قریبی رشتہ داروں کا قبر میں اترنا ہی مکروہ ہے سوائے شوہر کے اور اُن لوگوں کے جو عورت کے محرم ہوں (۴) قریبی رشتہ داروں کا مٹی دینا (۵) کسی قبر کو کھودنے میں جو مٹی نکلتی ہے اس کے بجائے باہر سے مٹی لاکر اس قبر کو پاٹنا (۶) قبر کے اندرونی حصہ کو بغیر ضرورت مسالے اور اینٹوں سے پختہ کرنا البتہ دوسری صورتوں سے اُسکو پختہ کیا جاسکتا ہو (۷) جب کوئی قبر شکستہ اور خراب ہوجائے تو اُسکی تجدید کرنا لیکن علماء و مجتہدین اور تمام بزرگانِ دین نیز انبیاء، اوصیاء، اور ائمہؑ کی قبریں اس سے مستثنیٰ ہیں بلکہ اُنکی تجدید و تعمیر مستحسن اور موجب ثوابِ عظیم ہے۔ (۸) قبر کی سطح کو دریا اونچا کرنا بلکہ اُسے مسطح (برابر) رکھا جائے (۹) قبر کے اوپر تعمیر کرنا سوا اُن مقدس ہستیوں کی قبور کے جن کا ابھی ذکر ہوا۔ لیکن پہلے سے بنی عمارت میں دفن کرنا مکروہ نہیں ہے (۱۰) قبر پر بیٹھنا (۱۱) مقبرے میں پیشاب پاخانہ کرنا (۱۲) رہائشی گھروں میں میّت کو دفن کرنا (۱۳) قبر پر نجاست و کثافت ڈالنا (۱۴) بغیر شدید ضرورت کے قبر پر چلنا (۱۵) قبر سے ٹیک لگا کر بیٹھنا یا کھڑا ہونا (۱۶) قبر کو چار کھلی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند کرنا۔

نبشِ قبر میّت کے دفن ہو جانے کے بعد اُس قبر کو کھودنا حرام ہے خواہ وہ کسی کی بھی قبر ہو مگر جبکہ عرصۂ دراز گذر جائے اور اسکا پوری طرح علم ہو کہ اب تو میّت خاک ہو چکی ہے تو اُسکو کھودا جا سکتا ہے سوائے قبورِ شہداء و علماء و صُلحاء اور اوصیاء و انبیاء و ائمہ علیہم السلام کے کہ اُن کا کسی وقت بھی کھودنا جائز نہیں ہے۔

قبر کھودنے کی حرمت سے مراد یہ ہے کہ اُسے اسقدر کھودا جائے کہ میّت کا بدن یا اُس کا کوئی حصّہ ظاہر ہو جائے۔ محض قبر کی تھوڑی سی مٹّی کھودنا مراد نہیں ہے اور نہ وہ حرام ہے لیکن ہر حال اس مسئلہ میں عرفِ عام کی طرف نظر رکھنا چاہیئے۔ اگر تھوڑی سی مٹّی کھودنا بھی صاحبِ قبر یعنی میّت کی ہتکِ حرمت سمجھی جاتی ہو تو وہ بھی حرام ہے۔

اگر میّت سرداب (تہ خانہ) میں ہو اور دوسری میّت رکھنے کے لئے اُس کا دروازہ کھولا جائے تو یہ نبش نہ ہوگا اور اِس بنا پر یہ حرام نہیں ہے بشرطیکہ پہلے سے جو میّت یا میّتیں وہاں موجود ہوں اُن کا بدن ظاہر نہ ہونے پائے۔

استثناء حرمتِ نبش کے حکم سے ذیل کی صورتیں مستثنےٰ ہیں:۔

اگر کسی میّت کو غصبی جگہ پر دفن کر دیا جائے تو قبر کھود کر وہاں سے اُسکو ہٹانا واجب ہے جبکہ اُس جگہ کا مالک اِسکی

اجازت نہ دے۔ یہی حکم اُسوقت ہوگا جب میت کو غصبی کفن دیکر دفن کر دیا گیا ہو یا میّت کے ساتھ کوئی غصبی مال دفن ہو گیا ہو۔

اگر میت کو بغیر غسل و کفن دفن کر دیا گیا ہو یا غسل کا باطل ہونا معلوم ہو جائے یا جو کفن دیا گیا ہو وہ احکامِ شریعت کے خلاف ہو جب بھی قبر کا کھودنا اور لاش کو نکال کر پھر غسل و کفن دینا اور دوبارہ نماز کے بعد دفن کرنا واجب ہے بشرطیکہ لاش خراب نہ ہو گئی ہو یا قبر کھودنے میں میت کی ہتک حرمت نہ ہوتی ہو۔

لیکن اگر غسل و کفن وغیرہ درست طریقہ پر ہوا اور نماز جنازہ پڑھے بغیر دفن کیا گیا ہو یا دفن سے پہلے کی نمازِ جنازہ کے باطل ہونے کا یقین ہو جائے تو اِس کے لئے قبر کا کھودنا جائز نہ ہوگا بلکہ نمازِ میت قبر ہی کے پاس پڑھی جائے گی۔

جس طرح بغیر غسل و کفن میت کو دفن کر دینے کی صورت میں نبشِ قبر حتی الامکان واجب ہے اُن شرطوں کے ساتھ جو بیان ہوئیں اِسی طرح اگر یقین ہو جائے کہ میت قبر میں رو بقبلہ نہیں لٹائی گئی ہے جب بھی نبشِ قبر واجب ہے اسی شرط کے ساتھ کہ اس سے صاحب قبر کی ہتکِ حرمت نہ ہوتی ہو۔

اگر کسی شرعی حق کا ثبوت بغیر قبر کے کھودے اور بغیر بدن میت

معائنہ کئے نہ ہو سکتا ہو، اُس وقت بھی نَبشِ قبر جائز ہوگا۔ اسی طرح اگر مومن کو کفار کے مقبرے میں دفن کر دیا گیا ہو تو قبر کا کھودنا جائز بلکہ اُس شخص پر واجب ہو جائے گا جو اِس کام کو انجام دے سکتا ہو۔

مَشاہدِ معظمہ کی طرف میّت کو منتقل کرنے کے لیے بھی قبر کھود کر اُسے نکالنا جائز ہے اگرچہ میّت نے اِسکی وصیّت بھی نہ کی ہو۔ لیکن وصیت نہ ہونے کی صورت میں احوط ترک ہے اور جبکہ وصیّت ہو تو بشرطِ امکان واجب ہے۔

اگر کسی میّت کو صندوق میں رکھ کر زمین میں بطورِ امانت دفن کر دیا جائے اور کچھ عرصہ کے بعد اُسے نکال کر مَشاہدِ مکرّمہ کی طرف منتقل کر دیا جائے تو یہ عمل نبشِ قبر نہ ہوگا۔ کیونکہ اِس صورت میں میّت کا جسم ظاہر نہیں ہوا کرتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اُس کے کفن کو ہٹا کر اُس کے چہرہ وغیرہ کو دیکھ لیا جائے۔ بہرحال مَشاہدِ مکرّمہ کی طرف لیجانے کی غرض سے اِس صورت کو اختیار کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ اس میں وہ نَبشِ قبر جو محلِ بحث ہے اُس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح جہاں نَبشِ قبر جائز ہے ان موقعوں میں یہ بھی داخل ہے کہ میّت کو بغیر اذنِ ولی دفن کر دیا جائے۔

اور اگر ایسی جگہ اُسے دفن کیا جائے جو اُس کی وصیّت کے خلاف ہو

جب بھی نبشِ قبر جائز ہے۔

بعض مسائل

(۱) جن قبروں کے آثار مٹ چکے ہوں، اُن کی میتیں خاک ہو چکی ہوں اور اُنکے نشانات بالکل ناپید اور مفقود ہو چکے ہوں اُن کی تخریب جائز ہے لیکن بزرگ ہستیوں کی قبروں کی تخریب کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے جن کا ذکر ہم اِس سے قبل کر چکے ہیں یعنی انبیاءؑ و مرسلینؑ، ائمہؑ و اوصیاءؑ اور صلحاء و شہداء نیز علماء و مجتہدین اور اِسی منزلت کے دوسرے بزرگ۔

(۲) اگر کسی شخص نے اپنی مملوکہ اراضی میں کسی میت کو دفن کرنے کی اجازت دیدی ہو تو دفن کے بعد اُسکے لیئے جائز نہ ہوگا کہ وہ اپنی اجازت کو منسوخ کردے لیکن دفن کے قبل اسے منسوخ کر سکتا ہے بشرطیکہ یہ اجازت عقدِ لازم کی صورت میں نہ ہو۔

(۳) اگر میت کسی جگہ دفن کردی جائے پھر بعد میں سیلاب یا کسی اور سبب سے اُسکو قبر سے باہر لانا پڑے تو یہ لازم نہ ہوگا کہ دوبارہ پھر اُسکو سابق جگہ ہی میں دفن کیا جائے بلکہ اذنِ ولی کے ساتھ دوسری جگہ پر دفن کر سکتے ہیں

(۴) مومن کے لیئے مناسب ہے، کہ اپنی زندگی ہی میں اپنی قبر معین و مقرر کرلے اور کبھی کبھی وہاں تلاوتِ قرآن کیا کرے

(۵) مومن کی میت کیلئے دفن کی سہولتیں اور زمین وغیرہ مہیا کرنے

غسل وکفن کے امور کی انجام دہی یا ان میں مدد کرنے میں بے حد ثواب ہے۔ نیز مستحب ہے کہ آدمی اپنی حیات میں اپنا کفن بھی تیار رکھے اور کبھی کبھی اُسے دیکھا کرے۔ ایسے شخص کو اللہ غفلت کرنے والوں میں شمار نہیں کرے گا۔

غُسلِ مسِّ میّت کا بیان

جب دم نکل جانے کے بعد آدمی کی میّت بالکل ٹھنڈی ہو جائے تو اُس کو چھونے سے غسلِ مسِّ میّت کرنا واجب ہو جاتا ہے اور بغیر غسل کیئے وہ عبادات جن میں طہارتِ حدثی شرط ہے بجا نہیں لائی جا سکتیں۔ پھر جب میّت کو تینوں غسل مکمل طور پر دیدیئے جائیں تو اُسے چھونے سے غسل واجب نہیں ہوتا اسی طرح غیر انسانی مُردے کو چھونے سے بھی غسل واجب نہیں ہوتا۔

غسلِ مسِّ میّت کے وجوب میں یہ شرط ہے کہ میّت کا سارا بدن سرد ہو جائے نہ کہ اس کا صرف بعض حصّہ۔ یعنی اگر اس کے بدن کا کچھ حصّہ ٹھنڈا ہو گیا ہو اور باقی حصّہ ابھی گرم ہو تو اُس میّت کو چھونے سے غسل واجب نہ ہو گا خواہ وہی حصّۂ بدن چھوا جائے جو ٹھنڈا ہو چکا ہو۔ اسی طرح بدنِ میّت کے پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ اُس کے تینوں غسل پورے ہو جائیں یعنی وجوبِ غسلِ مسِّ میّت

کا حکم اُس وقت تک باقی رہے گا جب تک میّت کو تیسرا غسل بھی مکمل طریقہ پر نہ دیدیا جائے۔ اس بنا پر اگر کسی عضوِ میّت کا تیسرا غسل پورا ہو چکا ہو اور صرف اسی کو چھوا جائے جب بھی مسِّ میّت واجب ہو جائے گا کیونکہ ابھی تک وہ غسل مکمل نہیں ہوا ہے۔

وجوبِ غسلِ مسِّ میّت کے متعلق اس بات میں کوئی فرق نہ ہوگا کہ میّت مسلمان کی ہے یا کافر کی ہے اور بڑے کی ہے یا بچّہ کی۔

اُس بچہ کی میّت کو چھونے سے جو ماں کے پیٹ میں چار ماہ کا ہو چکا ہو یا اس سے زیادہ دنوں کا ہو، غسلِ مسِّ میّت واجب ہو جاتا ہے بلکہ اگر وہ بچہ چار ماہ سے کم کا بھی ہے جب بھی اُس کو چھونے کے بعد احتیاطاً غسلِ مسِّ میّت کیا جائے۔

میّت کے وہ اجزاءِ بدن جن میں حیات نہیں ہوتی جیسے دانت اور ناخن وغیرہ انھیں چھونے سے بھی غسل واجب ہوجا ہے اسی طرح اس کو جس عضو سے چھوا گیا ہے اُس میں بھی کوئی فرق نہ ہوگا خواہ اس میں زندگی ہو یا نہ ہو۔

البتہ اگر میّت کے بال چھوئے جائیں یا زندہ شخص اپنے

بالوں سے میّت کو مَس کرے تو غسل واجب نہ ہوگا ۔ اس میں بھی کوئی فرق نہ ہوگا کہ جاگتے میں میّت کو چھو گیا ہے یا سوتے میں اس سے کسی زندہ شخص کا بدن مَس ہو گیا ہے ۔

اگر کسی شخص کے ذمّہ غسل جنابت اور غسلِ مسِّ میّت دونوں ہوں تو صرف غسلِ جنابت کافی ہوگا اور نماز کے لیئے وضو کی بھی ضرورت نہ ہوگی ۔

ولادت کے بعد بچہ کی جو آنول کاٹ دی جاتی ہے اُس کو چھونے سے غسلِ مسِّ میّت واجب نہیں ہوتا ۔

میّت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس لیئے غسلِ مسِّ میّت کے ساتھ نماز کے لیئے وضو ضروری ہے ۔

اس غسل کی کیفیت اور ترتیب وہی ہے جو غسلِ جنابت کی ہے صرف فرق اتنا ہے کہ غسلِ جنابت کے ساتھ وضو کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ صرف غسل ہی سے نماز پڑھی جا سکتی ہے مگر اس غسل کے ساتھ وضو بھی ضروری ہے ۔

جس شخص پر غسلِ مسِّ میّت واجب ہو چکا ہو وہ مسجد میں ٹھہر سکتا ہے اور اُن سورتوں کی تلاوت بھی کر سکتا ہے جو عزائم کہلاتی ہیں جو چار ہیں یعنی سورۂ النجم ، سورۂ اِقرأ ،

سورۂ حٰمٓ السّجدۃ اور سورۂ الٓمٓ التنزیل (لیکن جُنُب کو ان امور کی اجازت نہیں ہے)۔

غسلِ مسِ میت کے درمیان حدثِ اصغر یا اکبر واقع ہونے سے یہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر کسی میت کو چھولے گا تو پھر سے غسل کرنا پڑے گا۔

میّت کو چھونے کی تکرار موجبِ تکرارِ غُسل نہیں ہوتی اگرچہ میّتیں متعدد ہوں بلکہ آخر میں صرف ایک ہی غسل کافی ہوگا۔ اس میں کوئی فرق نہ ہوگا کہ مسِ میّت رطوبت کے ساتھ ہو یا خشک ہو۔ ہر طرح غسل واجب ہو جائے گا۔

اگر غسلِ میت کے قبل میّت کو رطوبت کے ساتھ چھوا جائے گا تو جس عضو سے مس کیا گیا ہے وہ نجس ہو جائیگا خواہ میّت ٹھنڈی ہو گئی ہو یا ابھی گرم ہو مگر غسلِ مسِ میّت کا وجوب پوری میت کے سرد ہو جانے ہی کے بعد ہوتا ہے۔

والحمد للہ اوّلاً و آخراً

الاحقر محمد رضا الرضوی

حضرت علامہ سید محمد رضی مجتہد کے چھہتر خطبات کی فہرست

(۱) نماز — بیس پیسے

(۲) سادگی ،،

(۳) آپس کا تعاون ،،

(۴) ماں باپ کا مرتبہ ،،

(۵) کتاب اللہ کی عظمت

(۶) چند آیات سورۂ بقرہ (الف) ،،

(۷) ،، ،، ،، (ب) ،،

(۸) ،، ،، ،، (ج) ،،

(۹) ،، ،، (د) ،،

(۱۰) (ہ) ،،

(۱۱) زکوٰۃ کے احکام ،،

(۱۲) مومن کون ہوتا ہے ،،

(۱۳) اچھا برتاؤ ،،

(۱۴) اذا جاء نصر اللہ والفتح ،،

(۱۵) ایمان اور کفر میں مصالحت نہیں ہو سکتی ،،

(۱۶) سورۃ البقرۃ پر ایک نظر ،،

(۱۷) صلح حدیبیہ ،،

(۱۸) درود کیا ہے — بیس پیسے

(۱۹) یتیم کا مرتبہ اسلام کی نظر میں ،،

(۲۰) توحید اور قرآن ،،

(۲۱) توحید اور رسالت

(۲۲) وقت کی پابندی ،،

(۲۳) احد کی لڑائی ،،

(۲۴) فتح خیبر ،،

(۲۵) جنگ بدر ،،

(۲۶) خندق کی جنگ ،،

(۲۷) مختلف ملکوں کے فرمانرواؤں کے نام اسلام کی دعوت ،،

(۲۸) لیلۃ القدر ،،

(۲۹) رسول اللہ کی مکہ میں تشریف آوری ،،

(۳۰) خوف الٰہی ،،

(۳۱) ایثار و قناعت کیسے کہتے ہیں ،،

(۳۲) شکست خوردہ لوگوں کے ساتھ
کس طرح برتاؤ کیا جائے ،،

(۳۳) چند حقیقتیں ،,

(۳۴) حج کے موقع پر رسولؐ اللہ کا خطبہ ۔ ۲۰ پیسے
(۳۵) سرورِ کائنات کا آخری حج "
(۳۶) احکامِ حج "
(۳۷) آنحضرتؐ کا عزم و استقلال "
(۳۸) سورۂ کوثر کی مختصر تفسیر "
(۳۹) قول و قرار کی پابندی اور سیرتِ طیبہ "
(۴۰) نماز اور باہمی تعاون و ہمدردی "
(۴۱) روزہ اور باہمی اخوت "
(۴۲) اطاعتِ الٰہی "
(۴۳) خیر الاممؐ "
(۴۴) وفاتِ سرورِ دو عالمؐ "
(۴۵) انصاف و عدالت "
(۴۶) اخلاقِ حسنہ "
(۴۷) آپس کے اختلاف کا نتیجہ "
(۴۸) سیرتِ پاک کی پیروی "
(۴۹) اسلامی روزے کی اہمیت "
(۵۰) ہجرت رسولؐ اسلام "
(۵۱) فیاضی کی تعلیم
(۵۲) سورۃ اللہب کی کچھ تشریح
(۵۳) صفائی اور طہارت ۔ ۲۰ پیسے
(۵۴) اللہ کی بندگی اور وفاداری "
(۵۵) مال و دولت اللہ کی امانت ہے "
(۵۶) زکوٰۃ اور امداد باہمی "
(۵۷) جہاد "
(۵۸) صلۂ رحمی "
(۵۹) حسنِ سلوک "
(۶۰) اسوۂ رسولؐ کی پیروی کا حکم "
(۶۱) حضورِ اکرمؐ کا استقلال "
(۶۲) حضورِ اکرمؐ کی شانِ رحمت "
(۶۳) نماز برائیوں سے روکتی ہے "
(۶۴) حلم و بردباری "
(۶۵) عفو و درگزر "
(۶۶) نیکی کا پھیلانا اور برائیوں سے روکنا "
(۶۷) پرہیزگاری "
(۶۸) قوم کا لقب العلیٰ "
(۶۹) سعی و عمل
(۷۰) والدین کے حقوق اولاد پر ۔ ۴۰ پیسے
(۷۱، ۷۲) مسلمان آپس میں بھائی ہیں ۔ ایک روپیہ
(۷۳) وجوبِ تقلید ————— (۷۴) خمس

اسلامی لٹریچر پر علامہ سید محمد رضی مجتہد کی نایاب تصانیف

خطبات :- تیسرا ایڈیشن ۳۱۶ صفحات پر۔ علامہ کی ۷۲ لاجواب تقریریں مختلف ضروری اسلامی موضوعات پر شامل ہیں جن میں انتہائی اختصار اور جامعیت کے ساتھ ہر موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ محکمہ تعلیم کراچی کی منظور شدہ برائے لائبریریز۔ طباعت و کتابت آفسٹ قیمت : دس روپے علاوہ خرچہ ڈاک۔

اسلام کا فکری نظام دوسرا ایڈیشن تقریباً پونے چار سو صفحات۔ آفسٹ کتابت و طباعت اس میں علامہ کے مقالات اور تقریریں مختلف موضوعات پر شامل ہیں جن میں مولف نے اسلامی زندگی کے ہر پہلو پر اپنے خصوصی انداز میں بحث کی ہے۔ انداز بیان اور بلندی مضامین کے لحاظ سے یہ اپنی آپ نظیر ہے۔ سائز $\frac{20 \times 30}{16}$ —— قیمت چودہ روپے علاوہ خرچہ ڈاک۔

مسلم معاشرہ دوسرا ایڈیشن۔ صفحات تقریباً چار سو۔ کتابت و طباعت آفسٹ۔ اس میں علامہ کے مسلم معاشرے کے بہت سے پہلوں پر بلند پایہ مضامین شامل ہیں۔ کتابت طباعت آفسٹ۔ قیمت چودہ روپے علاوہ خرچہ ڈاک۔

درس قرآن حکیم اس میں علامہ کے کئی سو نشری درس قرآن شامل ہیں تفسیری تاریخی، فقہی، کلامی اور ادبی مضامین کا ایک بے بہا خزانہ۔ سائز $\frac{22 \times 26}{8}$۔ کتابت طباعت آفسٹ۔ پہلا ایڈیشن قریب الختم ہے۔ قیمت

ادارۂ نشر علوم دینیہ سی ۹۶۔ بلاک ۱ فیڈرل بی ایریا، کراچی
فون :- ۶۸۱۹۶۱

حضرت علامہ سید محمد رضی مجتہد کی ایک عظیم تصنیف

اسلامی تاریخ کی معتبر و مستند تحقیقی دستاویز

کربلا کی ناقابلِ فراموش خونیں داستان

شہادتِ کُبریٰ

آٹھ آٹھ سو صفحات پر مشتمل پانچ جلدیں

بڑا سائز ۲۶×۲۰ / ۸ ۔ کتابت و طباعت آفسٹ

زیرِ کتابت

انشاء اللہ بہت جلد نذرِ قارئین کی جانے والی ہے

پتہ ادارہ نشر علوم دینیہ
سی ۹۶ ۔ بلاک (۱۰) فیڈرل بی ایریا
کراچی ۔ فون:- ۶۸۱۹۶۱

maablib.org

ساجدہ لے یہ ہاتفِ غیبی کی آ گئی!!!
دامنِ نشیب دستِ نبی پر علی کو دیکھ
۱۴۱۰ھ

د

چہاردہ صد سالہ جشنِ غدیر کے موقع پر

بزمِ سلطانی کے سرپرست

مولانا الحاج شفیق حسین صاحب

کی نثری پیشکش ارمغانِ غدیر کا مطالعہ کیجیے